کرامات

سید السالکین والکاملین حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہؒ

المعروف

حضرت کرمانوالے

ناشر

سیٹھ محمد شفیع احسان اسٹریٹ سلامت محلہ موہنی روڈ۔ لاہور

حضرت کرمانوالے بادشاہ

کرامات

سید السالکین و الکاملین حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ

المعروف

حضرت

کرمانوالے

مؤلف

محمد شفیع کیلیانوالے موہنی روڈ لاہور

www.karmanwala.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ——— سید محمد شفیع

پرنٹر ———

قیمت : دو روپیہ

کتابت : علاؤالدین سیفی

www.karmanwala.com

حضرت کرمانوالے اس دور کے بلند ترین انسان تھے۔ وہ دینی
اور روحانی علوم سے مالا مال تھے۔ طریقت کے گرویدہ اور
شریعت کے پابند تھے۔ اپنے آقا و مولا حضور سرکار دو جہان کی
معمولی سی معمولی سنت پر بھی ہمیشہ عمل پیرا ہونا اور کاربند رہنا یہ
حضرت قبلہؒ ہی کا کام تھا۔ حضرت نے ساری عمر دوسروں کو بھی
شریعت و طریقت کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ ہمیشہ زبان مبارک
سے اتباعِ سنت کی خوبیاں ہی بیان فرماتے۔ حضرت قبلہ کشف
میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نورِ باطن سے ہر ایک کی بات دریافت
فرما لیتے۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ چار بجے عصر کے قریب
جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ جمعۃ الوداع کا مبارک ترین دن تھا
عمر مبارک تقریباً اسی سال تھی۔ والد بزرگوار کا نام سید سیاحل شاہ صاحبؒ
تھا۔ تقسیم ہند و پاک سے پہلے موضع کرمن والا ضلع فیروزپور میں
قیام پذیر تھے۔ تقسیم کے بعد اوکاڑہ کے نزدیک حضرت کرمانوالہ میں
رونق افروز ہوئے۔ آپ کا روضہ مبارک بھی وہیں بنا۔
شروع میں آپ نے مشہور صوفی بزرگ مولوی شرف الدین چشتی
سے بیعت فرمائی۔ صوفی صاحب کے وصال کے بعد حضرت
میاں شیر محمد صاحب شرقپور شریف والوں سے بیعت فرمائی اور خلافت

www.karmanwala.com

پائی۔ آپ کے دو صاحبزادے سید محمد علی شاہ اور سید شان علی شاہ ہیں۔ حضرت کرم الٰہی بے باکرامت بزرگ تھے۔ اس دور میں ان کا ثانی ملنا مشکل ہے۔ چند کرامات اور واقعات پیش خدمت ہیں جو کہ آپ کی ذات بابرکات سے منسوب ہیں۔

www.karmanwala.com

ایک مرتبہ ریلوے سٹیشن جمرسنٹ کے ایک ملازم کا لڑکا جس کو دیوانگی کا مرض لاحق تھا حضرت قبلہؒ کے در دولت پر زنجیروں میں باندھ کر لایا گیا۔ در دولت پر پہنچتے ہی لڑکے کی زنجیریں خود بخود کھل گئیں۔ اس کا باپ لڑکے کو لے کر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں دعا کا طالب ہوا۔ ارشاد فرمایا، یہ تو تندرست ہے۔ پھر لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا، کیوں بھئی تم ٹھیک ہو نا؟ اس نے کہا، جی حضور! باپ سے بولے، لو سن لو۔ یہ کیا کہتا ہے؟ اس کی دیوانگی پیچھا چھوڑ چکی تھی اور وہ بھلا چنگا ہو گیا تھا۔

○

بابو عبدالرشید خان صاحب اوورسیئر کراچی بیان کرتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ جب تین چار ماہ کا تھا تو بہت ہی بیمار ہو گیا تھا۔ بہتیرے ڈاکٹری علاج کئے سینکڑوں روپے صرف ہو گئے۔ مگر بچے کی حالت دن بدن گرتی چلی گئی۔ آخرکار اس نے ایک دن کراچی سے حضرت قبلہؒ سے فون پر اس کی صحت کی التجا کی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بچے کو گھوڑے ایسا چاق و چوبند کر دیں گے۔ چنانچہ اسی روز سے بچے کی گرتی ہوئی حالت درست ہونے لگی اور اب ماشاء اللہ

www.karmanwala.com

وہ بچہ بھلا چنگا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا بندہ ناچیز کی اہلیہ پیٹ کی رسولی کے سبب بہت ہی بیمار ہو گئیں کہ مجھے اپنی اہلیہ کو آپریشن کے لیے ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ اسی روز حضرت قبلہؒ کرمانوالہ سے لاہور تشریف لے گئے اور بندہ کے ہاں قیام فرمایا۔ اہلیہ کو بہت ہی تکلیف تھی اور ان کی حالت بہت ہی خراب تھی لیکن حضرت قبلہؒ کی موجودگی سے یہ علاج نہ صرف کامیاب رہا بلکہ وہ بہت جلد صحت یاب ہو کر ہسپتال سے گھر آ گئیں۔

برادرم رائے محمد اقبال صاحب (چیچہ وطنی) پیشاب کے عارضہ میں مبتلا تھے اور درد سے چلاتے تھے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا۔ لیکن وہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحت یابی کی دعا کے خواستگار ہوئے۔ فرمایا کہ صندل کا تیل ایک چمچہ بھر استعمال کیجئے۔ اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ وہ بولے کہ میں اب کوئی دوا استعمال نہیں کروں گا۔ مہربانی فرما کر بلا علاج صحت کے لیے دعا کیجئے اور اتنا ہی کیجئے۔ تبسم فرما کر بولے۔ اللہ خیر کر دے گا۔ رائے صاحب لاہور جا رہے تھے جب واں رادھا رام نماز کے لیے رکے اور استنجا کے لیے گئے تو

www.karmanwala.com

خوب کھل کر پیشاب ہوا اور کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی انہیں اس بیماری سے نجات مل گئی تھی۔

ایک مرتبہ آپ شاہی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص برابر گھبرایا ہوا سا گزرا۔ ایک خادم سے فرمایا کہ اس شخص سے معلوم کرو کہ اسے کیا تکلیف ہے؟ دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ حضرت دو برس سے میرا بھائی گم ہو گیا ہے اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، ذرا مسجد کے جنوبی دروازے کے باہر جا کر تو دیکھو چنانچہ وہ شخص جنوبی دروازے کی سیڑھیوں سے اتر ہی رہا تھا کہ اس کا بھائی اوپر آتے ہوئے اسے ملا اور اس طرح ان دونوں بھائیوں کا ملاپ ہو گیا۔

حضرت قبلہ کے حضور لوگ عموماً قبلہ رخ بیٹھتے۔ لائل پور کے ایک ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کا بیان ہے کہ وہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہر چیز پر ناقدانہ نظر ڈالتے رہتے۔ حضرت قبلہ کی نشست، برخاست، بات چیت، وضع قطع، لباس غرض ہر چیز سنت نبوی کے مطابق پائی۔ حتیٰ کہ جب کوئی

www.karmanwala.com

جوتا رکھتا تو ارشاد ہوتا کہ قبلہ رخ۔ درانتی، کدال، پھاوڑا۔ استعمال کی ہر چیز قبلہ رخ پڑی تھی۔ ہیڈ ماسٹر مذکور کے خیالات خود بخود تائید کر رہے تھے کہ رب کا ایک برگزیدہ بندہ جب استعمالی اشیاء کو بھی جو کہ مکلف نہیں ہیں قبلہ کی جانب متوجہ کر رہا ہے تو اس کی صحبت میں انسان بھلا کب غیر جانب پھرے گا۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جو شخص طلب صادق کے ساتھ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کا دل و دماغ غرض ہر چیز اللہ تعالےٰ کی طرف پھر جاتی۔

ایک روز ایک ضعیف آدمی (جو غالباً حضرت قبلہ کو کافی عرصے سے جانتا تھا) اور حاضر ہو کر بولا: میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ کیا آپ نے بھی مجھے پہچانا؟ ارشاد ہوا، بڑے میاں! کیا تم نے بھی کبھی اپنے آپ کو پہچانا ہے؟ وہ خاموش رہا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا: اچھا بتاؤ تم ایک دن میں کتنے مرتبہ سانس لیتے ہو؟ وہ سر ہلا کر بولا: جی مجھے معلوم نہیں۔ ارشاد ہوا سامنے کے کونے میں جا کر بیٹھ جاؤ اور ابھی سے گنتی شروع کر دو۔ جب یہ کام کر چکو تو پھر میرے پاس آنا۔

اس ضعیف آدمی کے ساتھ اس گفتگو میں پتے کی بات تو یہ تھی کہ

www.karmanwala.com

ہم لوگ ولی اللہ کو پرکھنے کے لیے تو نکل کھڑے ہوتے ہیں لیکن ہمیں خود اپنے آپ کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ رب کے بندے کے امتحان کا قصد نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری سمجھ کیا، رب کے بندے کی سمجھ کیا۔

ایک دن ایک تعلیم یافتہ صاحب آئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہؒ نے متوجہ ہو کر آنے کا سبب دریافت کیا۔ وہ نوجوان بولے حضرت قلب کا مریض ہوں۔ فرمایا میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ عرض کیا حضرت قلب کی روشنی کا متلاشی ہوں۔ فرمایا کہ مجھے روشنی اور اندھیرے سے کیا سروکار۔ میں تو یہ جانتا ہوں ہر مسلمان سنت نبویؐ کا پابند ہو اور حضورؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے مطابق زندگی ڈھال لے۔ پھر نہ کسی اندھیرے کا ڈر ہے اور نہ کسی روشنی کا خیال۔ کہتے ہوئے فرمایا کہ نماز باقاعدگی سے ادا کریں۔ رزق حلال کی تلاش کریں۔ کسی کی حق تلفی نہ کریں۔ ڈاڑھی نہ منڈوائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہر کام درست ہو جائے گا۔

www.karmanwala.com

برادرم راؤ محمد یار صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے
دفتر سے فارغ ہو کر حضرت قبلہ قریب پر تشریف فرما تھے
میں بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد ایک مولوی صاحب آئے حضرت
نے فرمایا مولوی صاحب آپ بہت ہی بیچ لڑ کر آرہے ہیں۔ مولوی صاحب
بولے، حضرت میں تو کسی سے نہیں لڑا۔ فرمایا آپ نے فلاں شخص
سے جو بحث کی تھی۔ یہ سنتے ہی مولوی صاحب پر وجد کی کیفیت طاری
ہو گئی اور دیر تک بے خود رہے۔ جب ہوش میں آئے تو ارشاد ہوا
کہ مولوی صاحب چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔

( )

ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات انسان بزرگوں کے پاس خود چل کر جاتا
ہے اور اکثر یہ حضرات خود کسی کو جب چاہیں اسے پاس بلا لیتے ہیں۔
ہم پاک پتن شریف حضرت بو علی شاہ صاحب قلندر اور سید غوث علی شاہ
صاحب کے مزارات پر حاضر ہونے کیلئے جیسے ہی ہم ریلوے اسٹیشن سے
اترے ایک سب سے پہلے حضرت بو علی شاہ صاحب قلندر کے آستانہ عالیہ
پر پہنچا مجذوب بے ہوش پڑے رہتے ہیں کہنے لگے آج کل ہی ہوں یا
شاید جیسا کہ سنا ہے ان دنوں سے اکثر پاکستان چلے آئے ہیں۔ ہمارے ساتھ
ہو لیے۔ ہم جہاں جاتے وہ ہمارے ساتھ ساتھ رہتا اور جب ہم واپس

گئے پیسے اسٹیشن پر ٹکٹ تھا اس نے سمسہ کی ایک تھیلی ہمیں دی ۔ ہم نے
بھی سے حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کی طرف سے کرایہ سمجھ کر لے لیا ۔ پھر
ہمیں معلوم ہوا کہ ہمیں اس سفر پر قلندر صاحب نے ہی بلوایا تھا ۔

ارشاد فرمایا ایک مرتبہ ہم خواجہ غریب نوازؒ کے عرس پر اجمیر
شریف حاضر ہوئے۔ واپسی پر گاڑیوں میں بڑی بھیڑ تھی ایک شخص
نے ہمیں سیکنڈ کلاس کے دو ٹکٹ دیئے کیونکہ ہمارے ساتھ
ایک اور صاحب بھی تھے۔ سیکنڈ کلاس میں چونکہ بھیڑ زیادہ ہوتی ہے
ہم نے فرسٹ کلاس میں سفر کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اسٹیشن
ماسٹر سے رجوع کیا کہ وہ ان ٹکٹوں کو فرسٹ کلاس میں تبدیل
کر دے۔ اسٹیشن ماسٹر نے وہ دونوں ٹکٹ دیکھے اور کہا کہ
آپ اسی ٹکٹوں پر فرسٹ کلاس میں سفر کر سکتے ہیں۔ تبدیل کرنے
کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت خواجہ صاحب کی کرامت سے ہم نے
سفر بہت آرام سے طے کیا۔

ایک مرتبہ مرشد آباد حضرت محمود صاحب کے آستانہ عالیہ
پر حاضری ہوئی۔ واپسی پر لال گولہ اسٹیشن پر ایک مسعد بہ مولوی

اکرام صاحب سے فرمایا کہ آؤ ذرا اس مسجد میں ہو آئیں۔ مولوی صاحب نے سوچا کہ نماز کا وقت نہیں۔ نہ جانے یہاں آنے میں کیا حکمت ہے؟ انھوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک دیوار کے ساتھ ایک مجذوب گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھے تھے۔ ان کے بدن پر بے شمار مکھیاں بیٹھی تھیں۔ یکایک مجذوب نے ایک جھرجھری لی اور حضرت قبلہ کی طرف دیکھا۔ مکھیاں اڑ کر دیوار پر جا بیٹھیں۔ مجذوب اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت قبلہؒ کے روبرو خاموشی سے جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہؒ نے ان کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا، لو بھئی، اب خوش ہو نا۔ مجذوب مسکراتے ہوئے اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔

○

ایک دفعہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحب کے عرس سے واپسی پر لاہور تشریف لائے۔ حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مزار شریف پر حاضری کے بعد ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ چلو مسجد وزیر خان کی زیارت کر آئیں۔ حضرت قبلہؒ ساتھیوں کے ہمراہ کبھی جلوس بنا کر نہیں چلتے تھے اور نہ ایسا پسند فرماتے تھے۔ چند آدمیوں سے فرمایا کہ تم مسجد میں چلو، دو دو تین تین کر کے تم آگے چلو۔ جب دہلی دروازے

سے محمود سے تو دریافت فرمایا پہلی دہلی دروازے والی جو مسجد کہ
میں ہے پاس ہی ایک تکالاس مسجد کا صحن نہیں ہے ارشاد فرمایا
وہاں جا کر دیکھ آؤ۔ یہ حضرت جب وہاں پہنچے تو ایک مستانی کو
بیٹھے ہوئے پایا اس نے آنکھیں بھر لیں انہیں مسکرا کر دیکھا اور پھر
آنکھیں بند کر لیں۔ ساتھی سمجھ گئے کہ یہاں آنے کا مقصد کیا تھا؟

مستوں، درویشوں سے حضرت قبلہ کی ملاقات کے، ایسے واقعات بے شمار جن میں آتے ہیں کہاں تک نظم بند کیا جائے۔ اللہ تعالے کی رسالہ زمین مخلوق کو سمجھا ہر کسی کے بس کی بات نہیں وہ سب تو اللہ تعالی ہی سمجھتے ہیں اور یا اس کے خاص بندے۔ ہم نے تو دیوانوں میں لوگوں کو بہتر انداز میں دیکھا ہے حالانکہ ہم میں سے کسی کو بھی اپنے سر کا ہوش نہیں۔

○

ایک مرتبہ سرد موسم میں ایک شخص نے حضرت قبلہ کی طرف دیکھا اور تیز دوڑ کر بھاگ ہوا کنویں میں جا گرا۔ لوگوں نے اسے کنویں سے باہر نکالا تو دیکھا کہ تمام خراش تک نہ آئی تھی۔ وہ حضرت قبلہ کے پاس حاضر ہوا فرمایا، میں صرف تمہیں دیکھا

سے ہے۔ ہمیں سے اسے ہیں دیکھا۔ پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا
اس طرح کنوئیں میں نہیں گرا کرتے

○

ایک صاحب جو ایک بڑی گدی کے وارثوں میں سے ہیں۔
جن کا نام یہاں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ داڑھی مونچھ صاف،
کوٹ پتلون پہنے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت
قبلہ نے پوچھا، میاں جی! کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے اس مقدس
جگہ کا نام لیا۔ جہاں سے وہ آئے تھے۔ حضرت قبلہ نے جگہ مبارک
کا نام دہراتے ہوئے فرمایا، آپ وہاں سے تشریف لائے ہیں؟ وہ
صاحب پسینہ پسینہ ہو کر الٹے پاؤں چلے گئے۔ چند یوم کے بعد دوبارہ
آئے تو داڑھی رکھ لی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ آئے تو داڑھی شریعت
کے مطابق تھی اور متعدد مرتبہ آتے رہے تھے اور حضرت قبلہ کی
موجودہ اقامت گاہ کے سامنے حضور کے لیے [illegible] لگا ہے
اسے ہی دامن میں مست چلا رہے تھے۔

○

حضرت شاہ محمد جان [illegible] صاحب وقت سر مائل کے بیٹے ایک
تھا [illegible] قیام پاکستان سے قبل حضرت سے تعلق [illegible]

میں مقیم پڑے تھے۔ سردیوں کے دن تھے۔ ایک دن عصر کے وقت ایک ادھیڑ عمر کا سکھ اور اس کی بیوی وہاں آئے۔ سکھ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اس نے حضرت قبلہ سے بینائی کے لیے عرض کی حضرت قبلہ نے اس سے بات کی اور رخصت کر دیا۔ دن ڈوب رہا تھا۔ میاں بیوی باہر آئے بیلنے کے خراس کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے کہ دن نکلے گا تو واپس چلے جائیں گے۔ آدھی رات ہوئی تو حضرت قبلہ نے چند درویشوں سے فرمایا کہ ہیں کچھ آدمی یہاں چھپے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے ادھر ادھر ڈھونڈا لیکن وہاں پر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ آخر ایک درویش نے ان دونوں کو خراس کے پیچھے دیکھ لیا۔ وہ سمجھا یہ چور ہیں۔ بے تحاشا ڈنڈے برسانے لگا۔ اتنے میں اور درویش وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے میاں بیوی کو پہچان لیا۔ درویش کی مار سے انہیں نجات دلائی اور حضرت قبلہ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا۔ فرمایا تم نے انہیں ناحق مارا۔ انہیں چائے پلاؤ اور لحاف دے دو۔

صبح کے وقت وہ اٹھ کر اپنے گاؤں چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد وہ سکھ اپنی بیوی کے ساتھ سر پر مٹھائی کی ڈالی اٹھائے ہوئے دربار آیا اور کہتا تھا کہ میری تو اس درویش کی مار سے آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئی ہیں۔

ایک روز مولوی خلیل احمد صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ چند
صاحب کے ساتھ حضرت مولانا کے پاس کرمانوالہ میں موجود تھا مسجد گاہ پر
حاضر ہوئے، تھوڑی دیر بعد جب مولوی صاحب نے جانے کی اجازت
طلب کی تو ارشاد فرمایا تھوڑی دیر تو اور بیٹھیں۔ انہوں نے ذرا دیر
کے بعد دوبارہ اجازت چاہی فرمایا اگر دیر اور رک جاتے تو اچھا
تھا مگر آپ کو جلدی ہے۔ مولوی صاحب اجازت لے کر باہر نکلے
سڑک پر کسی سواری کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک سائیکل سوار
مولوی صاحب کے ساتھ ٹکرایا یہ سڑک پر گر گئے اور کولہے کی
ہڈی ٹوٹ گئی مولوی صاحب کو اٹھا کر تانگہ میں ڈال کر اوکاڑہ کے
ہسپتال میں لے گئے مگر ہلکا سا تکلیف بڑھتی گئی۔ مولوی صاحب
کا آدمی ہر روز حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیماری کی
اطلاع دیتا۔ حضرت قبلہ فرماتے وہ گھبرائیں نہیں آرام آ جائے گا
مگر ان کی تسلی نہ ہوئی وہ بہت تکلیف میں رہے بالآخر وہ
میو ہسپتال لاہور میں داخل ہو گئے اور [illegible] دیا جہاں ڈاکٹروں نے
کولہے کا معائنہ کیا اور بتلایا کہ کولہے کی ہڈی چار جگہ سے ٹوٹ
گئی ہے [illegible] صحت ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے ٹانگ [illegible]
جائے گی حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کی گئی [illegible] مولوی صاحب

ٹانگ پر کشمش اور قند کے حصہ کو دیں تھے اور فرمایا کہ مالش وغیرہ کرنی چاہیے۔ چند روز کی مالش سے اللہ تعالیٰ کے کرم کر رہا اور ٹانگ درست ہو گئی۔ مولوی صاحب نامالی چلنے پھرنے لگے۔

جناب محمد امین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ چند سال کی بات ہے کہ ایک روز میں حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری تو امروز کا مطالعہ فرماتے تھے لیکن ہمارے حضرت قبلہ اکثر اوقات میں مطالعہ [illegible] کتاب سے معلوم نہیں ہوتے [illegible] حاضر ہو کر حضرت قبلہ عالم کرتے ہیں [illegible] تھے اور [illegible] عربی کی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ تھوڑی سی دیر کے بعد ایک مولوی صاحب چند آدمیوں کے ہمراہ [illegible] میں داخل ہوئے۔ حضرت قبلہ نے ان پر ایک نگاہ ڈال کر فرمایا مولوی صاحب آپ [illegible] آدمی ہیں نا مولوی صاحب اور [illegible] کے سامنے بیٹھے ہوئے جی ہاں مولوی صاحب کہنے لگے کہ حضرت صاحب ان لوگوں پر قتل [illegible] کر [illegible] کہ حضرت [illegible] اٹھا کر [illegible] مولوی صاحب کو [illegible] سے مارنا شروع [illegible] یہ [illegible] کریں

حضرت تھانویؒ سے گو رجوع کر دیں گے اور یہ رد بھی یہ مشہور کریں اور
اب چلے جاؤ مولوی صاحب اپنی بات کو پوری کرنے کے لیے دوبارہ
دوسرے مسئلہ کی دفعہ تو اس تاریخ پر ہٹ گئی ہے اب ایک اور
دفعہ رہ گئی ہے۔ فرمایا مولوی صاحب پہلے آپ سے کہہ دیا کہ
یہ توبہ کریں۔ اللہ معاف کر دیں گے اور سب معاف
ہو جائے گا۔

دوسرے مولوی صاحب ابھی اور باتیں کہنے پر مصر تھے کہ حضرت
تھانویؒ نے تیسری مرتبہ فرمایا، مولوی صاحب آپ نے مسلمانوں کو ان خیالات
سے بری کر دیا۔ مولوی صاحب اس کے سامنے ادھر کر
بیٹھ گئے۔ اس کے جانے کے بعد حضرت تھانویؒ نے کمال مہربانی سے
اس ناچیز کی طرف دیکھ کر بیان صداقت سے مگر دن ختم تھی اور تی تو
حق میں شرمندہ ہو رہا تھا کہ اولیاء اللہ کے بارے میں دعوے، اچھے
اداروں سے ان بزرگوں کو جگہ نہیں دینی چاہیے۔

ایک دفعہ حضرت تھانویؒ حاجی محمد صاحب کے پاس — ماموں کے
تشریف لے گئے۔ حضرت حاجی محمد صاحب کے پاس پہنچ کر حضرت
تھانویؒ نے دعا کے بعد کہیں کہ اچھا تو یہ میری بھی مرد ہو رہی کہ ہیں

عورتوں کے ناموں سے بھرا ہو چکی ہوں۔ حاجی کندر خان نے کہا، جب حضرت قبلہ کھانا کھانے کے بعد روانہ ہونے لگیں تو تم راستہ گھیر کر کھڑی ہو جانا۔ امید ہے کہ حضرت قبلہ مہربانی فرمائیں گے۔ وہ عورت موقع کی منتظر کھڑی رہی۔ جب آپ تیار ہو کر موٹر میں تشریف فرما ہوئے تو وہ فوراً راستے میں جا کر لیٹ گئی۔ راستہ تنگ تھا۔ جب موٹر وہاں پہنچی تو راستے میں عورت لیٹی ہوئی تھی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ اس عورت نے راستہ کیوں روک رکھا ہے۔ حاجی کندر خان نے عرض کی کہ یہ بے اولاد عورت ہے اور کہتی ہے اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اللہ کریم بیٹا دیں گے اس سے کہو ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ چنانچہ عورت کو جب یہ پیغام دیا گیا تو وہ خوشی خوشی زمین سے اٹھ کھڑی ہوئی اور روانہ ہو گئی۔ دو سال گزرے تھے کہ اللہ کریم نے اس کی گود ہری کر دی۔ اور چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

○

اسی طرح کندر خان کا لڑکا علی محمد کسی کام کے سلسلے میں جو ... دوبارہ آتے ہوئے غلطی سے کسی گاڑی پر سوار ہو گیا جو ختم ہو ...

گر ملتان اسٹیشن پر ٹھہر رہی تھی۔ جب حضرت علامہ گرامی کا اسٹیشن آیا تو احساس
ہے دیکھا کہ گاڑی رکی ہوئی ہے۔ مجبوری نہ تھا وہ سے بڑھ رہی ہے۔ س
نے آنکھیں بند کیں اور ایک ضرب مار کر سانس روک لی۔ وہیں پر وہ ونگ
فرشتگاں کی نماز جماعت گاڑی کے مسافروں سے سوال کیا کہ گرے ہوئے
کی سلامت رہا ہوگا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد علی محمد کپڑے جھاڑتا ہوا
وہیں سے نکل رہا تھا اور گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے کوئی خاص
چوٹ نہیں آئی تھی۔ صرف خراشیں آئی تھیں۔ جب حضرت قبلہ کی خدمت میں
گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جان کی
حفاظت ضروری ہے۔ مجھے ان باتوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت
قبلہ تو اسٹیشن پر اترنے کا ہر [illegible] ہم چلا دیتے ہیں ہے
بلکہ اکثر حضرات جو لاعلمی سے سب پہلے گاڑی میں سوار ہو جاتے وہ اس
وسیلہ میں پر چلا کر نگاہ کرتے اور چڑھتے ادھر سے معلوم
ہوتا۔ مگر حضرت قبلہ ہمیشہ اپنے نوکروں کو یہ تنبیہ فرمائی کہ وہ
عام گاڑی سے سفر کیا کریں۔ جو اسی اسٹیشن پر رکتی ہے۔
حضرت قبلہ ملازموں، حالات کی کسی صورت اعتدال نامناسب
تھے بلکہ ہر قاعدہ اور قانون کی پاسداری پر زور
دیتے تھے۔

.COUU

ایک دفعہ ایک شخص پریشان حال حضرت عالیہ میں حاضر ہوا۔
اس کا اکلوتا بیٹا گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا تھا۔ باپ اپنے
بیٹے کی جدائی سے بے حال ہو رہا تھا۔ حضرت عالیہ میں حاضر ہوا
تو بے قراری اس پر طاری تھی۔ آپ نے شفقت سے دریافت
فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جگہ کا نام لیا۔ آپ نے
پوچھا کس کام کے لیے آئے ہو؟ اس شخص نے رو رو کر عرض
کیا کہ میرا اکلوتا بیٹا کہیں چلا گیا ہے۔ آپ نے قدرے ناراض
ہو کر ایک خادم سے کہا کہ یہ تو اپنے بچے کی کسی طرح سے فکر نہیں
کرتا۔ اسے باہر نکال دو۔ اس کا لڑکا آ جائے گا۔ اسے کہو کہ
ابھی چلا جائے۔ اس نے اس سے اصرار کیا کہ جب تک میرا
لڑکا نہیں آئے گا میں نہیں جاؤں گا۔ اور لوگوں نے بڑی
مشکل سے اسے سمجھا کر کہا کہ اس میں کوئی حکمت ہے۔
تم حضرت کے حکم پر چلے جاؤ۔ آخر وہ چار و ناچار
روانہ ہوا۔ جب وہ اپنے گاؤں کے اسٹیشن پر پہنچا تو اس کا لڑکا
بھی اسی گاڑی پر سوار ہونے کے لیے اس ڈبے میں آ گیا۔
وہ شخص بہت خوش ہوا اور لڑکے کو ہمراہ لے کر پھر

حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا،
جاؤ اسے کرسٹ جاؤ۔ بچوں کو محبت اور پیار سے
رکھنا چاہیئے۔

○

حاجی نظام دین مرحوم اگرچہ تو بیار شریعت داروں کے ملنے
والوں میں سے تھے لیکن حضرت قبلہؒ ان پر نظر شفقت رکھتے تھے
حاجی صاحب بڑے خوش خلق، خدمت گزار اور احساس رکھتے تھے۔
اس پہلے سفر میں حضرت قبلہؒ کے ہمراہ ہونے کا ان کو شرف حاصل
تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ حاجی صاحب ایک دفعہ
کرمونوالہ دخرد میروز پور، حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے
حضرت قبلہؒ نے انہیں لنگر کھلانے کی خدمت پر مامور کر دیا
حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے سب لوگوں کو
دوپہر کا کھانا کھلا دیا اور فارغ ہو کر حضرت قبلہؒ کے پاس چلا گیا۔
حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ کیا سب مسلمانوں کو کھانا کھلا دیا ہے۔
حاجی صاحب نے کہا، جی ہاں، حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔
جاؤ دیکھ کر آؤ، کوئی ایسا شخص رہ تو نہیں گیا جس نے کھانا
نہ کھایا ہو۔ نیز حضرت قبلہؒ نے فرمایا حاجی صاحب گرمی لگ گئی

شخص ضرور روگ ہوگا ادھر ادھر بھی دیکھ لیا کرو۔ حاجی صاحب
منتظر ہوئے اور پھر تحقیقات کر کے واپس آئے۔ عرض کیا کہ
جناب سب کھا چکے ہیں کوئی بھی اور مسافر نہیں آتا۔ فرمایا یہ تو
ٹھہر جاؤ۔ حاجی صاحب بیٹھ اور بیٹھتے ہی آنکھیں بند کر لیں۔
کیا دیکھتے ہیں کہ اسٹیشن کی طرف سے دو آدمی چلے آ رہے ہیں۔
اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ بھئی جلدی چلو بھوک لگ رہی ہے
حضرت قبلہ کے لنگر سے کھانا کھائیں گے۔

حاجی صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور باہر جا کر ان دونوں
آدمیوں کے انتظار میں کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد وہ
دونوں آدمی بھی آ گئے اور حاجی صاحب نے انہیں کھانا
کھلایا۔

تذکرہ سرکار حضرت کرمانوالہ

شانِ غوث الثقلین، محبوب رب العالمین، ومظہر صفات مرشد سادات، محمد وملت والدین، اعلیٰ حضرت حضرت کرمانوالہ شریف کے حالات۔

بادا در سرمایہ ایمان بود
ہرکہ از یاد او مسلمان بود

صاحب پاکستان میں قدم آپ حبیبِ رب العالمین کا دوست ہیں دین جو پوری شریعت کی تابعداری کرے وہ نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، پوری قوم کا رہنما، زمان حال کا قطب اور [illegible] ولایت ہے۔

کیونکہ ہمارے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے اس لیے آپ کی امت کے اولیاء اللہ قوم کے رہنما ہوئے جیسا کہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء [illegible] جیسے امت کا سربراہ نبی ہوتا ہے اس کے بعد تبع قوم کا راہنما ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اس

رسالت کی تبلیغ کا سلسلہ امت کے اولیاء اللہ جو عالم ربانی بھی ہوتے ہیں
جاری رکھتا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل)
کے مصداق رب العالمین کے فرمان کو خلق تک پہنچانے کے
مصداق ہوتے ہیں ولایت کی تعریف بھی یہی ہے کہ ولی وہ
ہوتا ہے جو عالم ربانی بھی ہو اور اتباع شریعت کی جیتی جاگتی
تصویر بھی ہو

میری امت کے اولیاء اللہ عالم ربانی پہلے انبیاء جیسے ہیں جس لئے
رب العالمین نے فرمایا ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۝

الذین آمنوا وکانوا یتقون ۝ (قرآن کریم)

خبردار بیشک اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوتا ہے اور
نہ ہی حزن، وہ لوگ جو ایمان لائے اور متقی رہے۔

ان آیات کریمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم ہوا کہ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء اللہ کلمہ حق بیان کرنے
سے سبقت نہیں کرتے۔ اور امت کی اصلاح بھی کرتے ہیں۔
باقی نظام بھی ان کی برکت سے چلتا ہے۔ یہ سلسلہ قیامت
تک جاری رہے گا۔ اس کے پیش نظر ہر زمانہ میں غوث۔

قطب ابدال پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس زمانہ میں رب العالمین نے اپنے حبیب پاک کے صدقے میں شاہ کرمانوالے کو یہ مقام حاصل ہے کہ جو زمانہ حال میں کسی کو حاصل نہیں۔ سرکار بیک وقت قطب ارشاد بھی تھے۔ اور قطب مدار بھی۔ مجدد بھی۔ جو مقام میں قبلۂ حاجات تھے۔

سرکار کی پیدائش

مقام کرموالا ضلع فیروزپور تھا، آپ کے جد امجد اصل شہر ریاست بہاولپور۔

تعلیم ابتدائی

آپ نے قرآن کریم اپنے چچا سید قطب شاہ صاحب سے حاصل کی اور مڈل کا علوم بہاولپور، دیپالپور تا پاکپتن بہاولنگر سے حاصل کیا اور سند بہاولپور سے پاس کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے فیروزپور میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ امیر حسن اللہ بخش کے خلیفہ مولانا شرف الدین صاحب سے بیعت کی۔ طریقت میں آنے کے بعد سرکار نے مجاہدات کثیر کئے۔ جناب ابتدائی مجاہدات میں قبروں پر بھی جایا کرتے تھے۔ لاہور حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اجمیر شریف، سرہند شریف، مکان شریف، تونسہ شریف، پاکپتن شریف، پاکستان شریف۔

جب آپ کے پیر طریقت مولانا شرف الدین کا وصال ہوا، چونکہ آپ کا ظرف عالی تھا اس لیے مرد خدا کی تلاش میں رہنے لگے۔ رب العزت نے شرقپور شریف میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب شیر ربانی کا شرف حاصل ہوا جب شیر ربانی کی شرف ملاقات ہوئی تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا، شاہ صاحب کچھ پڑھے ہوئے بھی ہو آپ نے کہا حضرت پڑھا ہوا تو ہوں مگر سمجھ نہیں۔ شیر ربانی نے فرمایا سمجھ بھی آجائے گی۔ اسی وقت کسی شخص نے زردہ کی پلیٹ شیر ربانی کے پاس پیش کی۔ میاں صاحب نے شاہ صاحب کو ماوالہ کو دی شاہ صاحب فرماتے ہیں جب زردے کا لقمہ میں نے کھایا تبرک کیا تو پہلے لقمہ میں ہی سب اسرار و رموز کھل گئے بس سب کچھ بیان ہو گیا۔

یہ تصرف شیر ربانی کا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ جو امانت رب العالمین نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور پیر طریقت کے صدقے مجھے عطا ہوئی گئی تھی وہ اس وقت شاہ صاحب کو عطا کر دی۔

ایک دن سرکار گومالو ناتھ سے فرمایا ہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ سیٹھ محمد شفیع بیان کرتے ہیں۔

سیٹھ نے عرض کیا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ خواجہ غریب نواز کا پیغام آیا کہ شاہ صاحب آؤ۔ میں نے کہا جناب میں تو نہیں آ سکتا آپ اکیلے ہیں خواجہ صاحب نے فرمایا اکیلا ہوں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں خواجہ صاحب کے پاس اجمیر شریف پہنچا تو درگاہ کا دروازہ بند تھا۔ اس وقت دروازہ خود بخود کھل گیا میں اندر داخل ہوا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی قبر کے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا فوراً قبر کھل گئی خواجہ صاحب قبر سے نکل کر میرے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے کندھوں کو پکڑ کر ہلایا اور اس کے بعد اجازت دے دی۔

اس لیے جناب سرکار حضرت گوماو ناتھ کو سب سلسلہ چشتیہ کے بزرگان دین شاہ صاحب کہہ کر بلاتے تھے۔

٭

سیٹھ صاحب بیان کرتے ہیں۔ سرکار فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ بابا
شیخ عالم حسن فریدالدین گنج شکر رحمت اللہ علیہ کے عرس کا موقع
آیا۔ سرکار کی طبیعت ناساز تھی رات کو بابا صاحب ملے فرماتے
ہیں۔ شاہ صاحب عرس پر نہیں آؤ گے۔ میں نے کہا حضرت طبیعت
ناساز ہے اس لیے نہیں آ سکتا۔ بابا صاحب نے فرمایا۔ شاہ صاحب
تم تو صحت مند ہو صبح کراؤشی پر سوار ہو کر تم آ جانا۔ جب صبح
ہوئی ایک اونٹنی آئی سرکار شاہ صاحب کراچی سے سوار ہو کر
فیروزپور اسٹیشن پہنچے اور گاڑی پر سوار ہو کر پاکپتن شریف
عرس پر پہنچ گئے۔ سرکار کرمارا ے فرماتے ہیں میرا بڑا واسطہ
بابا صاحب سے تعلق تھا

سیٹھ بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب کرمارا د سرکار
تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے گاؤں کو مڑ گئے تو میرے ایک ہمدرد
دوست نے مجھ سے خط لکھوایا۔ وہ ہمدرد یار کا دوسرے گاؤں کی
ایک لڑکی پر عاشق تھا جب خط اس گاؤں پہنچا تو خط اس لڑکی کے
وارثین کے ہاتھ آ گیا۔ وہ پنچایت لے کر کر والے آ گئے۔ کیونکہ

کی پنچایت میں انھوں نے لڑکی کی والدہ نے کہا اس خط کا مطالبہ کرو
ہوں نے اس خط کا مطالبہ کیا کہ خط لکھنے والی کی سن کا رشتہ
اسی لڑکی کے بھائی سے کیا جائے۔ اور پانچ سو روپیہ جرمانہ بھی
دیا جائے گا جب فیصلہ ہو گیا تو اس خط لکھنے والے لڑکے کو
معلوم ہوا۔ اس نے طیش میں آکر رات کو کچھ کھا لیا صبح کو مرا پایا۔
تھانہ دار آگیا تھا سارے سسر ... تو معلوم ہوا کہ خط لکھنے
والے کی غلطی سے ... اب سرکار کو بابا نے کہا اطلاع ہوئی
آپ نے فرمایا اگر گرا دیں ہیں۔ اللہ کریم سب کا ساتھ ہے۔

سرکار فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
ملے۔ گھر آ کر ... شاہ صاحب آپ کی جگہ چلوں گا ... پولیس
کا کپتان ... آگیا جو انگریز تھا۔ شاہ صاحب کو دیکھ
کر اس نے ٹوپی اتار کر سلام کیا۔ اور کہا پیر بادشاہ آپ کو کس
نے بلایا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا اس مقام ...
مقام ... اب ... ہیں اور کہا جاؤ
پیر پادری ... ٹوپی اتار کر سلام کیا۔

سید صاحب بیان کرتے ہیں کہ گذشتہ ... حج کے لیے ...

تشریف لے گئے تو وہاں پر مدینہ پاک میں خواجہ خان محمد گدی نشین تونسہ شریف سرائیکی زبان میں حضرت کے دربار میں قدموں کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہ جی قبلہ حضرت کے بار حاضر تھا۔ خواجہ خان محمد نے ہم کو کہا کہ پہلے روضہ حضرت سرکار پر [illegible] تونسہ شریف لائے تو خواجہ خان محمد نے سب بیٹھے والوں کو کہا کہ [illegible] سب کو [illegible] اور مواجہ [illegible] رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا۔ شاہ صاحب [illegible] آگے بیٹھے، باقی خواجہ خان محمد کے ساتھ پیچھے بیٹھے تھے۔ جب سرکار پر شاہ صاحب گئے تو شاہ صاحب نے سرکار کو چھوڑ کر پہلی دفعہ خواجہ [illegible] کے مزار پاک کو بوسہ دیا۔ خواجہ خان محمد فرماتے ہیں۔ ہم حیران رہ گئے یہ کمال تھا شاہ صاحب سرکار کا [illegible] یہ واقعہ بھی خواجہ خان محمد صاحب نے [illegible] کے پاس سنایا تھا

( )

[illegible] کرتے ہیں کہ ہمارا ایک دفعہ [illegible] میں کرمانہ سرکار کے پاس حاضر تھا کہ ساہیوال کا ڈپٹی کمشنر حاضر ہوا [illegible] سے عرض کیا [illegible] اس کے متعلق کیا خیال ہے کہ [illegible] گزر رہے تھے۔ سرکار نے فرمایا [illegible]

جانتے ہو اس نے کہا نہیں حضرت میں کچھ نہیں جانتا بہشتی دروازہ
سے متعلق۔ آپ نے فرمایا اسی قسم کا سوال خواجہ شمس الدین سیالوی نے
بھی خواجہ سلیمان تونسوی سے کیا تھا۔ خواجہ سلیمان تونسوی نے فرمایا
کہ خواجہ صاحب! ساری کوشش دروازہ گزرنے سے معلوم ہوتا
ہے۔ تمہارا خیال ہے ویسے ہی لوگ بہشتی دروازہ گزرتے ہیں
آئیں ہم تم کو بہشتی دروازہ کا نظارہ دکھائیں۔ خواجہ تونسوی نے
خواجہ سیالوی کو دروازہ سے اس طرف کی منزل دکھائی جو گناہ کی وجہ
سے ان کے چہرے سیاہ تھے اور جب گزر جاتے تھے تو وہی انسان
رحمت والے پر نور ہوتے جاتے تھے۔

راوی قدرت اللہ بیان کرتا ہے کہ ۵ محرم ۔۔۔ عرس شریف
عرس پر حاضر ہوا تو میں نے ایک حضرت شہر سے ۔۔۔ جانا
کو سو گیا۔ خواب میں کچھ دیر رہا ہوا مگر جب بیدار ہوا تو اسی
خوشبو بدن کے منہ سے آ رہی تھی۔ یہی خوشبو صبح تک۔ اس سے
پہلے میں اُن کی خیر ۔۔۔ کرنے کے بعد ۔۔۔ ''۔ کو
اسی وقت خوب مناسبت سے دینی علوم حاصل کرتا تھا۔ ایک
ونعہ ۔۔۔ جو میرے سر کے پیچھے دروازہ میں رہتے تھے

ملک قمر الدین صاحب نے کہا کہ ایک بزرگ حضرت کرمانی ؒ بادشاہی مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ ملاقات کر لی جائے تو بہتر ہوگا۔ جب بندہ شاہی مسجد پہنچا تو اس وقت سرکار کرمانی ؒ دروازہ مسجد پر بیٹھے تھے۔ اس سے پیشتر بندہ نے اولیائے ملتان کی ایک کتاب پڑھی تھی جس میں لکھا تھا کہ ایک مرد ولی حضرت شیخ ربانی کے دربار میں ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ بندہ کو سرور عالم، رحمت العالمین، خاتم النبیین، فخر سالار انبیاء کا دیدار کروا دیجئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا اس کو درود خضری پڑھنے کو فرمایا۔ رات کو [illegible] بار پڑھا کرو سات دن میں دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے گا۔ بندہ نے بھی کتاب سے وہی درود شریف یاد کر کے رات کو [illegible] بار پڑھا شروع کیا جمعہ میں ایک پرنور چہرہ دکھائی دیا جو پہلی بار اس خواب سے بادشاہی مسجد میں حضرت شاہ صاحب کرمانی کا دیدار ہوا تو بندہ حیران رہ گیا وہ صورت پرنور وہی تھی جو خواب میں دیکھی تھی آپ سے ملاقات ہوئی شاہی مسجد کے باہر [illegible] لگا ہوا تھا۔ مجھے جناب سرکار سے پوچھا کہ کیا معنی ہیں میرے کہا تھا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ قلعت کا معنی بتا دو مجھے نہیں آتا۔ میں اپنے وطن حزب الاحناف جناب خود علی شاہ صاحب جو

مجھے صرف تو پڑھنا آتے تھے میں نے ان سے معنی اس عبد کا پوچھا تو
"مولا علی شاہ صاحب نے پڑھی" مل سے عبارت کو دیکھ کر کہا کہ تاسف
ہو انکار ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ سرکار کو جو مانوا کا ظہر یا ہوا ہے لفظ
بہت حقیقت داد تھا جس نے جس کو تابو کر لیا وہ اسلام کا ہو گیا
صاف زبان کو بھی۔

اس کے بعد میں اور حضرت کرمانوالہ سرہند شریف حاضر ہوئے تو
حضرت شاہ صاحب نے بندہ سے قرآن کی آیات کے معنی،
یہ کہ مسئلہ السید حیط منطق کا سوال اور اصول فقہ کے
سوال کئے، علم الکلام، عین یقین، حق یقین، منطق میں
واجب الوجود فاصلہ واجب ممکن۔

پھر یہ تو سب عدد سے دو ہیں۔ زیادہ کے دو تھے تھے۔
ہم معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کرمانوالہ سرکار صرف بزرگ ہی نہیں
ظاہری علوم کے بھی بادشاہ تھے اور عالم بھی۔ وہ سے آدمی مانے
گئے تھے بڑے والا سوالی میں محبت تھا کہ حضرت میرے ساتھ
سب سے زیادہ محبت سے پیش آتے ہیں۔ حالانکہ یہ
رحمت تمام لوگوں کی شان تھے اس لیے محبت کا ہر درجہ بڑے
والے کے پتہ کملا رہا تھا۔

آپ کا بولنا آپ [illegible] ت کی معرفت [illegible] علم
دور ہوتے رہتے [illegible] آپ کا چلنا، آپ کا اٹھنا،
سب اتباع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر تھی
بندہ دو سال تک حاضر خدمت رہا مگر [illegible]
کر آپ شفقت سے [illegible]

بندہ نے آپ کی حیات [illegible] آپ سے علم سے
سات دمعہ [illegible] تقریر کی [illegible]
کے حکم سے پڑھائی، [illegible] سامنے [illegible]
بھی جب کوئی مشکل پیش آتی ہے آپ [illegible] خواب میں کرا
دیتے ہیں مشکل حل ہو جاتی ہے

آپ کے حکم سے [illegible] حضرت [illegible]
ذیوٹی اور [illegible] کا کام [illegible]
حدیث قرآن کریم، یا تفسیر [illegible] بیان کرتے تھے [illegible]
بھی [illegible] سے کرتے تھے [illegible] طریقے سے [illegible]
تھے اور بہت شفقت فرماتے تھے۔

○

بندہ بیان سے تو کچھ [illegible]

حضرت کرمانوالہ سرکار تشریف فرما تھے۔ بہت سے عوام دربار میں فیض حاصل کرنے آئے تھے۔ یک بار میں چار آدمی حاضر ہوئے یہ لاہور کی طرف سے آئے تھے۔ سب سے پہلے ان چار دن کو پوچھا بیلیو! دوستو کدھر سے آئے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا لاہور سے۔ آپ نے فرمایا۔ کیسے آئے؟ انہوں نے ایک بیمار کو آگے کیا اور کہا کہ یہ بیمار ہے۔ آپ نے دوائی بتائی۔ انہوں نے پرہیز پوچھا۔ آپ نے فرمایا حلال و حرام کا پرہیز کرنا۔ انہوں نے پھر پوچھا۔ آپ نے ان کو دربار سے نکال دیا۔ حلال حرام ہی تو پرہیز ہے۔

O

راوی قدرت اللہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک بوڑھا آدمی حاضر دربار کرمانوالہ میں آیا اور عرض کیا حضرت صاحب! میرے جوڑوں میں درد ہے۔ چلنے پھرنے سے معذور ہو رہا ہوں دعا فرمائیں کہ تندرست ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ بابا تم کیا کام کرتے رہے ہو؟ اس نے عرض کی حضرت ریلوے میں ملازم تھا فرمایا بابا کبھی چوری تو نہیں کی۔ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے سوتر چوری نہیں کیا تھا؟ اس نے کچھ دیر سوچ

گھر والوں کیا حضرت سوتر چوری کیا ہے۔ فرمایا کب سے؟ اس نے عرض کیا دو برس ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا چور وہیں درود کب سے ہے؟ اس نے کہا دو برس سے۔ کشف کرامات آپ سرکار کی عام تھیں۔ آپ کی ولایت کی حد کو کوئی نہیں سمجھتا تھا۔

قدرت اللہ کا بیان ہے سرکار حضرت گرمانوالہؒ کی خدمت ہر قسم کے لوگ فیض حاصل کرنے کے لیے طول وعرض سے حاضری دیتے تھے۔ حقہ پینے والے جاتے تو فرماتے کیوں بیٹا حقہ تو نہیں پیتا۔ وہ کہتا حضرت پیتا ہوں۔ اس وقت آپ فرماتے۔ اسے باپ کو کیوں نہیں چھوڑتا۔ آپ کی نظر کرم سے سب نشہ والے نشہ چھوڑ دیتے اور توبہ کر لیتے۔

آپ اکثر فرماتے ہیں کیوں پیر جی حضور کی بڑی شان ہے۔ ایسے معلوم ہوتا کہ ہر وقت دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتے ہیں۔ سرکار گرمانوالہؒ کے پیش نظر ہر وقت مصطفےٰ رہتے۔ شریعت پر سختی سے اپنے ملنے والوں کو تاکید کرتے تھے۔ ہر مرید کو اندر باہر سے شریعت کے رنگ میں رنگ دیتے تھے۔ یہ خاص تربیت تھی۔ آپ کے حلقہ کے چہرے دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ کسی بڑے

سرورا و ر با ... [illegible]

( )

سلام ... [illegible] ... فرمایا جناب
اعلیٰحضرت شہریار ... [illegible] ... شہر ... بیماری نے
چھا رہے تھے تو اس وقت شہریار ... [illegible] ... حضرت کو ما فو لاؤ
اور ... [illegible] ... صاحب ... [illegible] ... تھے پچھلی رات
شرقی ... [illegible] ... پہنچے۔ اس وقت
صبح صادق ... [illegible] ... جیسا حسب
حکم شہریار ... [illegible] ... شاہ صاحب نے
وہی اور جب نماز ... [illegible] ... صاحب نے فرمایا۔
حضرت شاہ صاحب ... [illegible] ... نماز ... کراؤ ... سرکار
کر ... [illegible] ... جماعت کرائی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ
جماعت سے ... [illegible] ... علیہ السلام نے حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ ... [illegible] ... میاں صاحب
نے سرکار ... [illegible] ... صاحب میں
... [illegible] ... کی شان تھی۔

سیٹھ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ حضور کوئی بہشتی
سے گزر جنتی ہو جائے گا۔ کوئی گلیوں سے گزر جنتی ہو گا۔
سادے وڈے سپّتے بھی بچھ ہے۔ آپ ۔ ۔ کر مانو شگے سے
فرمایا۔ سیٹھا مر ۔ ۔ یا ۔ ۔ ہو تو سے۔ نیت کے ساتھ
ایک دفعہ بھی پار کرے گا وہ بھی جنتی ہو جائے گا۔ یہ بات
حضرت کیلیانوالے میں ایک مولوی نے وعظ میں کہی کہ حضرت
نور الحسن شاہ نے فرمایا تھا جو میری گلیوں میں گزرے گا
وہ جنتی ہو جائے گا۔

سیٹھ نے حاجی رحمت علی لوہے والے کے سامنے یہ بات
کی کہ ہم کسی کی وساطت سے جنت میں نہیں جاتے۔ حاجی نے
شکایت سرکار اعلیٰ کرمانوالے سے کی۔ آپ نے فرمایا
حاجی جی، جو آدمی سیٹھ کو دیکھے گا وہ بھی جنتی ہو
جائے گا۔

○

مناظر اسلام مولوی محمد عمر اچھروی بیان کرتے ہیں کہ بندہ
اچھرہ والے کنوئیں پر کھڑا تھا کہ جناب سرکار کرمانوالے
تشریف فرما تھے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت حکم ہو تو

میں ایک پستول کا لائسنس بنا ہوا ہے۔ آپ سرکار نے فرمایا مولوی
صاحب پستول کیا کرنا ہے اسکو رہنے دو۔ اس وقت غدر کا سماں تھا سرکار
نے خادم کو فرمایا کہ میری کا مرچھا (چھڑی) لاؤ اور مولوی صاحب
کو دے دو۔ جب مولوی کو میری کی عصا عطا کر کے فرمایا
مولوی صاحب جدھر جی چاہے جاؤ کوئی فکر نہ کرنا۔ مولوی صاحب
کہتے ہیں کہ وہ سوچا ہر کام نہ میری حفاظت پستول جیسے کرنا
خاص کر گھر میں ہی نقصان چوروں کا لرزتی تھی۔ اس موقع پر وارثوں
کے پاس رکھ دی گئی اور باقی جو زرے اس کی برکت سے
محفوظ رہے۔

○

ملک رب نواز بیان کرتے ہیں کہ بندہ کو تپ دق میرے
درجہ کی تھی لاہور اور ساہیوال میں علاج خوب کرایا رہا کوئی
فرق نہ ہوا بڑا پریشان تھا۔ ایک دن بغرض علاج ساہیوال سے
لاہور جارہا تھا کہ راستے میں حضرت کرمانوالے تو گیا کہ اللہ والے کی
برکت سے تندرست ہو جاؤں گا۔ کیونکہ نا امید تھا جبکہ دربار
حضرت کرمانوالے پہنچا تو دربار میں بہت حاجتمند موجود تھے۔
بندہ جا کر بیٹھا ہی تھا کہ آپ نے دیکھ کر فرمایا ملک صاحب آگئے؟

جاؤ۔ اس سے پیشتر میرے دل میں خیال تھا کہ آتنی جلدی میں میری ملاقات بمشکل ہو گی۔ لیکن جب حضرت نے فرمایا کہ ملک صاحب آ گئے آپ اور ملک صاحب میرے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور ڈاکٹروں نے اس علاج کیا ہے تپ دق ہے۔ آپ مسکرائے فرمایا کہ ملک صاحب اللہ کریم نے تو جو ساتھیں دیں۔ مجھے مرحوم عبدالرشید کے سپرد کیا اور حضرت نے فرمایا کہ ملک صاحب کو لنگر کا کھانا دو۔ گھر سے بچے کچھے اور لسی دینا۔ چنانچہ ملک صاحب نے آٹھ دن لنگر حسب حکم کھایا۔ آٹھ روز کے بعد اجازت مل گئی ساہیوال پہنچا۔ میرا معالج نا راض ہو رہا تھا تم کہاں گئے تھے؟ میں نے تمہارا آپریشن کرنا ہے۔ ڈاکٹر نے کیسوڈر کو کہا اس کا ایکسرے لے لیا جائے کپوڈر نے ایکسرے لے لیا۔ پھیپھڑے ٹھیک تھے۔ خون ٹیسٹ کروائے ایکسرے لیا وہ بھی تندرست نکلا۔ حیران تھا ڈاکٹر صاحب نے ملک صاحب سے پوچھا کہ تم نے کس سے علاج کرایا ہے۔ ملک صاحب نے کہا کہ میں نے ایک ایسے ڈاکٹر سے ایکسرے کرایا ہے جس نے میرے پہلے پھیپھڑے نکال کر نئے پھیپھڑے لگوا دیئے ہیں۔

میاں محمد شفیع گیلانوالے بیان کرتے ہیں کہ سرکار حضور کرمانوالے ؒ کے ساتھ شاہی مسجد دیکھ رہے تھے کہ ایک اجنبی شخص نے عرض کیا حضرت میرا بچہ گم گیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا جا کر بادشاہی مسجد کی سیڑھیاں گنو۔ وہ آدمی بادشاہی مسجد کی سیڑھیاں اوپر سے نیچے گنتا جا رہا تھا۔ پیچھے سے اوپر کو دیکھا کہ اس کا بچہ آ رہا تھا۔

○

بابو جان محمد صاحب چک دھوڑی والا نزد آباد بیان کرتا ہے کہ وصال کے بعد دربار روضہ مبارک پر حاضر تھا۔ مراقبہ سے آواز آئی۔ سرکار نے فرمایا بابو جان محمد نعت سناؤ۔ تین دفعہ آواز آئی۔ بابو صاحب خاموش تھے۔ قبر کے دوسری طرف ڈاکٹر رفیق صاحب ڈائریکٹر ایگریکلچرل بھی موجود تھے۔ انہوں نے بھی قبر سے آواز سنی وہ فوراً جان محمد کے پاس گئے اور کہا بابو جی۔ سرکار کا حکم مانو۔ نعت سناؤ۔ ڈاکٹر کے کہنے پر بابو جان محمد نے نعت حضرت روضے والے کو سنائی۔ معلوم ہوا سرکار روضے میں ہر آنے والے کو دیکھتے ہیں اور اس کی باتیں سنتے ہیں۔

اس صفت کے آخری اشعار یہ ہیں کہ جو محمد غریب نواز کے
ثنا خواں سے مستان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا ہے۔

تم مستان سہروردی کے یار شیخ منصور ہو

○

ملک محمد نواز اعوان آف سرگودھا بیان کرتے تھے کہ جب میں
تنہا دربار محمد کہ ایک دفعہ لاہور، حاضر ہوا تو پس سے شرق پور
شریف، دربار عالیہ میاں صاحب شیر ربانی پر حاضری دی اور
عرض کیا اس کے بعد مرشد کیلئے لاہور روانہ ہو گیا۔ چند
روز کے بعد کرماں والا شریف میں حاضر ہوا تو سرکار حضرت صاحب
نے ملاقات کرتے ہی فرمایا ملک صاحب میاں صاحب کے دربار
میں شکایت کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ہر حالت
میں ملازم و مرید کے حالات سے مطلع رہتے ہیں۔ کجا
شرق پور شریف اور کہاں حضرت کرماں والے تشریف۔ یہ کرامات
ہیں حضرت سرکار کرماں والے کی۔

○

محمد سعید احمد نقشبندی خطیب مسجد حضور داتا صاحب لاہور
بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۰ء میں ایک شرعی مسئلہ مجھے اور روایت
کرماں والے حضرت مولانا سید محمد اسماعیل شاہ کی ایک کرامت (ناچیز)

کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ سردی کا موسم تھا۔ آپ اس وقت اپنی حویلی کی چار دیواری سے اندر بغل مغرب کو دھوپ میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ نا چیز قریب پہنچا تو آپ نے از راہِ شفقت و مہربانی اپنے قدم مبارک کے پاس زمین پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ بندہ جب اسی قدر نزدیک ہو کر بیٹھ گیا تو آپ نے اپنے پاس رکھی ہوئی کتاب ہاتھ میں پکڑ کر مجھے فرمایا مولوی صاحب! اس کتاب سے عبارت صفحہ کی عبارت پڑھو۔ وہ کتاب فارسی زبان میں تھی۔ جب میں نے اس صفحہ کی عبارت پڑھی تو حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس میں اسی مسئلے کی وضاحت تحریر تھی جو میں سمجھنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ مکمل عبارت پڑھ لینے کے بعد آپ نے فرمایا مولوی صاحب! مسئلہ سمجھ آگیا؟ میں نے ہاں میں جواب عرض کیا۔ اس کے بعد مختلف علمی مسائل پر قریباً دو گھنٹے تک تفصیلاً گفتگو فرماتے رہے۔

○

بندہ (مولوی منظور احمد سکنہ باہرہ گوہی ضلع سیالکوٹ، اپنے گاؤں میں تین میل کے فاصلہ پر گورنمنٹ مڈل سکول رسول پور میں (ہیڈ ماسٹر) ۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۷ء تک رہا۔ اپنے آقا مولا کی

وحدت سے تعلیم دیتا رہا ہے۔ جماعت ہشتم میرے زیر تعلیم تھی۔
دوران تعلیم کثرالتعداد اولیائے کرام کا ذکر خیر شروع ہو جاتا مگر
زیادہ تر اپنے حضرت صاحب کرماں والا شریف کا ذکر مبارک کیا جاتا۔

ایک سال ایک سٹوڈنٹ محمد یوسف جو جماعت میں شامل تھا،
اس نے بتایا کہ میرے تایا جی صاحب حافظ سید باغ علی شاہ
سلسلہ قادریہ صاحب عالی مرتبت بزرگ ہیں۔ اس کا مسکن موضع
اورا ہے جو شہر سیالکوٹ سے مشرق میں تین میل کے فاصلہ پر
نالہ ایک کے کنارہ پر واقع ہے۔ میرے حساب سے سید
باغ علی شاہ صاحب کی زیارت نہ کی۔ مگر آپ کی خدمت میں
محمد یوسف کے ذریعے علیک سلیک کا سلسلہ شروع کر دیا۔
محمد یوسف نے آپ کو بتا دیا تھا کہ ہمارے ماسٹر منشی مقصود احمد
جناب حضرت صاحب کرماں والا شریف کے مرید ہیں اور کرماں والا
شریف ضلع فیروزپور میں ہیں۔ ایک دن بعد از اپنے کمرہ سکول میں
کھڑا کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہا تھا کہ جناب باغ علی شاہ صاحب
ساتھ گھوڑی پر سوار سیدھے میری جانب آگے جا رہے تھے۔ میں
نے کسی سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں تو معلوم ہوا کہ یہی حافظ سید
باغ علی شاہ صاحب ہیں۔ چنانچہ جناب میرے کمرے کے قریب

عزیز کے ساتھ تشریف لے گئے اور [illegible]
مولوی مقصود صاحب کہاں ہیں؟ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔
بندہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔ آپ کے سامنے جا کر
[illegible] بندہ حاضر ہے۔ جناب [illegible]
[illegible] سی حالت میں فرمایا کہ مولوی مقصود احمد آپ کے پیر و مرشد
صاحب [illegible] کرم اللہ شریعت بڑی شان سے مانگتے ہیں۔ آپ
[illegible] بزرگ ہستی تک پہنچ گئے ہیں۔ میں آپ کو
ایسے عالی شان حضرت صاحب کی غلامی کا شرف حاصل کرنے
پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہوئے تھوڑی سے
[illegible] پاس بیٹھے ہوئے فرمایا کہ [illegible] مقصود احمد
میں تو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ بندہ نے [illegible] عرض
کی کہ حضور زیارت کے قابل کب ہوں۔ میں تو [illegible]
سارا [illegible] ہوں۔ تو [illegible] نے فرمایا
آپ بے شک سوئے ہوئے ہیں۔ آپ کے [illegible]
[illegible] تو جاگ سکتے ہیں۔ [illegible]
ہیں۔ فکر ان کو ہوتا ہے جن کے جسم اور سائیں سوتے ہیں۔
جن کے سائیں جاگنے والے ہوں انہیں کیا فکر۔ پھر دیکھنے لگے

مجھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا بارہا اتفاق
زیارت ہوتی رہتی ہے۔ مگر آج رات کی حضوری کا سارے کا
رنگ ڈھنگ عجیب ہی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے مبارک تخت پر جلوہ افروز ہیں اور تمام بزرگ سابقہ اور
موجودہ اپنے اپنے مرتبے کے مطابق صف بصف بیٹھے ہوئے ہیں۔
اور ہم سب سے آخری پچھلی صف میں ہیں۔ اتنے میں جناب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا نام پکارا۔ تو حضرت
علیؓ سب سے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فلاں علاقہ میں فلاں قتل کا جو
وقوعہ ہو گیا ہے اس مقدمہ کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ تو حضرت علیؓ
نے فرمایا کہ ہم سب نے اتفاق و مشورہ کیا ہے وہ قتل مقدمہ حضرت صاحب
کرمانوالے کے سپرد کیا ہوا ہے۔ تو میں حضرت کرمانوالہ کا نام
سن کر حیران ہو گیا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ بزرگ تو
ہمارے علاقہ اور ملاقات کے ہیں۔ اور اتنے اعلیٰ شان
کے مالک ہیں کہ حضرت علیؓ کی ذات پاک نے ان کے سپرد
فیصلے جیسے قتل کے مقدمات دیئے ہیں۔ اور تو اور سید
بابا علی شاہ نے تو ان کی زیارت بھی نہیں کی ہے۔ اچھا اب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا جسم لے کر کھڑا فرماتے ہیں تو زیارت کر لوں گا۔ اور جب صبح ہوئی تو بذریعہ گاڑی کرنال شریف ضلع میرٹھ پور میں جا کر شرف ملاقات حاصل کروں گا۔

میں یہ باتیں اپنے دل میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ کے پکارنے پر آپ کے حضرت صاحب اسی ہیئت میں کھڑے ہو گئے جس ہیئت میں جناب حضرت علیؓ تشریف فرما تھے۔ جناب نے ملفوظات کا مسودہ اپنی بغل میں لیا ہوا تھا۔

جناب شاہ صاحب کے کھڑا ہونے پر حضور سرور کائنات نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب شاہ صاحب آپ کے سپرد جو قتل کا مقدمہ حضرت علیؓ نے کیا ہوا ہے اس کے متعلق کیا عمل کیا ہوا ہے؟ تو جناب شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہ مثل مکمل کر لی ہے۔ اب صرف فیصلہ سنانا باقی ہے۔ تو جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر خندہ پیشانی سے فرمایا شاباش شاباش تشریف رکھیے۔

تو بھائی مقصود احمد اس وقت میرا دل چاہتا تھا کہ میں کہ کے جا کر آپ کے حضرت صاحب کے نورانی چہرہ اور مبارک ہاتھوں

کو جیوم ہوں مگر یہ کا میری طاقت سے باہر تھا کیونکہ جا کر حضرت صاحب کے مکان پر میرا مقام بہت نیچے تھا اور پہلے خیال ہوا تھا کہ سب مقیس و تمام کر حوالہ ضلع فیروز پور میں حاکم جناب کی زیارت ... سے سرور حاصل کروں گا۔ پھر اسی وقت بہت مشکل ہے۔ خیال آیا کہ میں بڑھا اور کمزور آدمی ہوں کر ماں والہ شریف ضلع ... میرا حاضر ہونا بہت مشکل ہے۔ مولوی مقصود احمد ... صاحب حضرت کے مرید ہیں۔ انہوں نے جناب حضرت سے ... کیا ہے ... میں مقصود احمد کی زیارت ... کا مصافحہ کر آیا ہوں تو انشاء اللہ مجھے بھی ... صاحب کا حصول ہو جائے گا۔

... حقیقت آپ کی معرفت حضرت ... ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

سبحان اللہ ... کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جناب ... علی شاہ ... انتقال فرما گئے۔

۞

... مبارک ... کی ... پر ... ماہ ... اسلامی

ملک پاکستان معرض وجود میں آیا تو حضرت صاحب مع فیروز پور سے ہجرت کر کے موجودہ مقام حضرت کرمانوالا شریف منتقل ہو گئے۔ تشریف لے جانے لگے تو یہ عاجز اکثر ہی حضرت کے پاس حاضر تھا اور جناب عینک لگا کر ایک بزرگ کا قصہ "دل اسی" کے بارے میں زور سے پڑھ رہے تھے جس کے سننے سے ... مبارک و قلب یاد ہے۔

میں نے عرض کی کہ حضور ... مجھے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ یاد آیا ہے اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔ حضور انور نے فوراً کتاب بند کر دی اور میری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے میں نے تمام واقعہ مفصل طور پر سنا دیا تو جناب بہت خوش ہوئے، فرمایا کہ یہ تمام حالات مجھے لکھ کر دے دینا۔ سبحان اللہ!

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

ہمارے ... [illegible] ... سے ... حضرت صاحب

موضع ... [illegible] ... میں ایک ... [illegible]

موجود تھے۔ سال ۱۳۰۰ء ۱۱۳۰۶ کا ذکر ہے کہ ایک روز میرے دل
میں خیال پیدا ہوا کہ آج جناب پیر کاکا شاہ صاحب کی خدمت میں
حاضر ہو کر اپنے حضرت صاحب سرکار کے اخلاق شریعت کی شان مبارک
کا درجہ معلوم کرنا چاہیئے۔ اور اسی خیال میں میں خدا ایک سائیکل جناب
شاہ صاحب ممدوح کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ جناب اپنے
مکان سے باہر ایک صاف میدان میں کھڑے تھے اور بے شمار مرد
و عورتیں آپ کے اردگرد جمع تھے۔
میں بھی ان لوگوں میں جا شامل ہوا۔

جناب شاہ صاحب نے میری طرف دیکھتے ہی فرمایا میں نے پیشاب
کرنا ہے سب یہیں ٹھہرو اور تھوڑے فاصلہ پر جا کر پیشاب کرنے
بیٹھ گئے اور اسی جگہ بیٹھے بیٹھے فرمایا [illegible] بیٹھے تو یہ
ادھر رخوں سے [illegible] ہو کر آپ کی صاحب [illegible] جناب اور
[illegible] بیٹھے [illegible] نے فرمایا۔ جناب پیر صاحب حضرت صاحب کا
شان رفعت ہے۔ جناب کے شان مبارک کی کوئی حد نہیں ہے۔
[illegible] سے شاد ہے۔ اور نے آگے [illegible] کر صاحب کا
ہاتھ [illegible] چوم لیا تو جناب ممدوح [illegible] سے ہاتھ [illegible]
کر ہنستے ہوئے [illegible] جناب [illegible] کا [illegible] صاحب [illegible]

صاحب کشف و کرامات معروف بزرگ تھے ۔ موسم سرما ہو یا
گرما صرف تہبند باندھے بقیہ برہنہ جسم رہتے تھے۔ مخلوق خدا
کے لیے چشم فیض تھے ۔ پاکستان قائم ہونے سے چند سال پہلے
رحلت فرما گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

پاکستان قائم ہونے سے چند سال پہلے کا ذکر ہے کہ بندہ اپنے
سکول راولپنڈی سے رخصت کر کے واپس اپنے گاؤں باجڑہ گڑھی کی
طرف پیدل آ رہا تھا کہ ایک اجنبی مسافر بھی میرے ساتھ ہو لیا ۔
دوران گفتگو دین کا ذکر شروع ہو گیا تو اس اجنبی شخص نے کہا کہ ادھر
راولپنڈی کی جانب پہاڑ پر ایک بزرگ مقیم ہیں ۔ ان کی یہ کرامت
اور شان ہے کہ جو شخص آپ کا مرید ہوتا ہے وہ آپ کی نظر کرم سے
چند سال میں ہی بہت مالدار اور دولتمند بن جاتا ہے ۔ اس بات
سے فوراً ہی میرے دل میں خیال آیا کہ ہمارے حضرت صاحب سرکار
کرمانوالہ شریف تو اپنے غلاموں کے دل کو دنیا کی دوست عطا
کر دیتے ہیں ۔ دنیاوی ظاہری مال و دولت سے بالکل بے نیاز
فرما دیتے ہیں ۔ یہ خیال دل میں لانے کے بعد میں نے مذکورہ
مسافر ساتھی سے کہا کہ اسی قسم کے کسی دیگر بزرگ کی بھی کوئی

کرامت سنائیے تو اس نے کہا کہ ایک اور بہت بڑے بزرگ ہیں جو اپنے ملنے والوں کے دلوں کو غنی کر دیتے ہیں اس لیئے حضور کے غلاموں کو دولت کی قطعاً کوئی حرص ہی نہیں رہتی ۔ یہ بات سن کر بندہ نے عرض کیا کہ ان دوسرے بزرگوں کی شان پہلے بزرگ سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا فرمان ہے کہ ؎

تونگری بدل است نہ بمال
بزرگی بعقل است نہ بسال

ترجمہ :- زیادہ مال و دولت ملنے سے انسان مالدار نہیں بن سکتا بلکہ جس کا دل غنی ہو اور راہ خدا میں خرچ کرے وہ دراصل وہ دولتمند اور مالدار ہوتا ہے ۔

اسی طرح زیادہ عمر ہونے پر بزرگی نہیں ملتی مگر علم و عقل ملنے پر بزرگی ملتی ہے ۔ میری یہ بات کرنے پر اس شخص نے اقرار کیا کہ واقعی یہ بزرگ پہلے بزرگ سے بہت ہی بلند مرتبہ اور اعلیٰ شان کے مالک ہیں ۔ اس میں نے کہا کہ یہ دوسرے بزرگ جن کا شان مبارک اتنا اعلیٰ و ارفع ہے کہاں رہتے ہیں تو اس دوست نے ضلع میرپور خاص کی طرف ہاتھ سے اشارہ

کر کے کہا کہ اس طرف ضلع فیروز پور میں ایک مبارک گاؤں کرمانوالہ شریف ہے۔ وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ سمجھو اس نے۔ تو بندہ نے کرمانوالہ شریف کا نام مبارک سن کر بے اختیار نعرہ لگا دیا۔ اور اس دوست کے ہاتھ پکڑ کر چوم لیے اور عرض کر دیا کہ یہ عاجز اس کرمانوالہ سرکار کا غلام ہے۔ واقعی حضور انور کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ ان کے قلوب میں خدا نے پیدا کر دیا ہے۔ فکر و اندیشہ کا نام تک نہیں رہتا۔ ہمیشہ تبلاء ام حضرت صاحبؒ کے تصور میں خوش و خرم اور متوکل رہتے ہیں۔

○

اس عاجز منظور احمد کی تنخواہ ۳۵ روپے ماہوار تھی اور ملازم ہونے کے کئی سال بعد تک اسی ہی رہی۔ کوئی ترقی نہ ہوئی مگر حضور انور کی رحمت سے اتنی قلیل تنخواہ میں اتنی برکت ہوئی کہ بندہ نے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو بی اے اور ایم اے تک تعلیم دلائی اور مکان کی پرانی عمارت گرا کر نئی پختہ عمارت بنائی۔ پھر ایک دفعہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کرنی چاہیئے کہ میری تنخواہ بھی بڑھ جائے۔ تو سوال کرنے سے پہلے ہی آپ نے پوچھا،

معلوم ہماری تنخواہ کیا ہے ۔ حضور نے ابھی تو آپ نے دیا ہے
خود ہی فرمادیا کہ بڑھ گیا حال ہے گھٹانا نہیں پڑے گا ۔

سبحان اللہ ۔ کہ گفتہ او گفتہ اللہ بود

حضور انور کے اس ارشاد مبارک کے بعد فوراً ہی تنخواہ بڑھنی شروع ہوئی ۔ حتیٰ کہ ریٹائر ہونے کے وقت ۳۲۰ روپے مل رہی تھی ۔ پھر سات بچوں کی شادیوں پر ہزاروں روپے خرچ کئے ۔ بندہ کو علم نہیں کوئی مد نہیں کہ کہاں سے آئے اور کیسے خرچ ہوگئے ۔

بندہ ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول میں ملازم تھا ۔ جون ۱۹۶۳ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ سے منتقل ہوکر باقاعدہ گورنمنٹ سروس میں شامل ہوگئے ۔ بندہ سال ۱۹۶۹ء میں ریٹائر ہونے والا تھا ۔ اس لیے عرصہ چھ سال گورنمنٹ سروس پر پنشن نہیں مل سکتی تھی ۔ چنانچہ بندہ نے ریٹائر ہونے سے پہلے قریباً سال ۱۹۶۸ء میں حضرت اقدس میں عرض کی کہ حضور تمام سرکاری ملازمین کو پنشن ملتی ہے مگر ہماری پنشن نہیں ہے تو حضور انور نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے فرمایا ۔ منشی جی فکر نہ کرو تمہاری پنشن بھی اللہ کریم لگادیں گے ۔

چنانچہ سال ۱۹۶۲ء میں ریٹائر ہونے کے بعد اس علاقے کے تمام
سیالکوٹ کے ریٹائرڈ مدرسین کو خطوط بھیج کر اپنے پاس بلا کر ایک
تنظیم قائم کر دی۔ اس اطلاع پر پنجاب کے تمام اضلاع میں ریٹائرڈ
مدرسین کی ایک متحدہ یونین بن گئی۔ اس یونین نے مطالبات کے لئے جلوس
نکالنے پر اللہ کریم نے کامیابی عطا کر دی۔ اور حضور انور
کے ارشاد مبارک کے مطابق آثار علامت سب کی پنشن
منظور ہو گئی۔

سائیں نور محمد صاحب نے کئی سال ... بھائی دروازہ کے
باہر قریب ہی ایک کھلی جگہ میں ایک ... رکھی ہے اور سال
۱۹۶۰ء میں انتقال ہونے کے بعد اسی جگہ آپ کو دفن کیا
گیا۔ اور قبر کے ساتھ ہی عقیدت رکھنے والے دوستوں
نے مسجد تعمیر کر دی ہے۔ سائیں صاحب مرحوم نے بتایا کہ ایک
دن میں حضور انور کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب
کرتے ہوئے فرمایا کہ نور محمد تم بہت سمجھدار اور عقل و
علم رکھتا ہے تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے میاں صاحب
حضرت شیر محمد صاحب شرقپور شریف والے اپنے زمانے میں تمام

دوسرے رہیں ہیں اولیاء کرام کے زمرہ میں قطب المدار یعنی قطب
الاقطاب وغوث الاغیاث کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے
سائیں محمد بیلیا اس قدر حضرت میاں صاحب کے عکس
اور نسبت بزرگ کو بیٹے جو مقام دیا گیا ہے سائیں صاحب کہتے
ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور میں پوری عمل و جوش کو قائم رکھتے ہوئے
میں یقین اور حق الیقین سے کہتا ہوں کہ آپ اس اعلیٰ عہدہ
کے مالک حضور والا ہیں۔ میری اس عرض کو سن کر حضور انور تقریباً
دس منٹ تک بالکل محویت کی حالت میں خاموش بیٹھے رہے پھر
میں نے عرض کیا کہ حضور میرے کہنے اور مجھے دریافت کرنے میں
کوئی غلطی تو نہیں ہے تو حضور انور نے فوراً فرمایا نہیں کوئی غلطی
نہیں ہے۔ تو نے بالکل درست اور ٹھیک کہا ہے

حضور انور کے وصال سے دو تین سال پہلے کا ذکر ہے کہ محمد
رمضان مختار احمد بی ایس سی کے امتحان میں انگلش کے پرچے میں دو
دفعہ امتحان دینے پر بھی کامیاب نہ ہوا اور ایسا مایوس ہوا کہ آخر وہ
امتحان دینے کا ارادہ ہی ترک کر دیا۔ ایک روز خدام حضرت صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور انور نے خود ہی دریافت کر لیا کہ

تمہارا امتحان کا کیا حال رہا۔ بندہ نے عرض کیا کہ فیل ہو گیا ہے تو حضور انور نے فوراً فرمایا کہ اچھا اب امتحان دے اللہ کریم کامیاب کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے تو کتب بھی ادھر ادھر پھینک دی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا اسے کچھ زیادہ محنت کی ضرورت نہیں کبھی کبھار کورس کی کتاب دیکھ لیا کرے۔ نا امید ہونا گناہ ہے۔

بندہ نے کاکے کو پہنچ کر یہ تمام حضرت صاحبؒ کا ارشاد مبارک سنا دیا تو اس نے بھی خوش ہو کر داخلہ بھیج دیا۔ بالآخر امتحان دے دیا۔ نتیجہ دیکھنے بندہ خود شہر سیالکوٹ گیا۔ اب بار بھی تو حضور انور کی رحمت سے کامیاب نکلا۔ خوشی میں آ کر خیال کیا کہ چلو آج بابا جی لوہار صاحب کی زیارت کریں۔

بابا جی لوہار شہر سیالکوٹ میں قادری سلسلہ کے زبردست کشف و کرامت والے بزرگ تھے۔ کچھ دیر کے بعد خیال آیا کہ ہمارے حضرت صاحب سرکار کرمانوالےؒ ہر وقت ہمارے ساتھ ہی ہیں اس لیے آپ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر ساتھ یہ خیال آیا کہ یہ بابا جی لوہار کوئی غیر شخص۔ یہ بھی ہمارے پیر بھائی ہیں۔ کیونکہ ہمارے حضرت کرمانوالہ سرکار غوث الاغیاث اور قطب الاقطاب کے اعلیٰ و افضل درجہ کے مالک ہیں۔ آپ

چشمۂ فیض ہیں ۔

اور جناب کی طرف سے آج رحمت کا پانی میری طرف اور بابا جی لوہار کی طرف، اور تمام جہان کی طرف آ رہا ہے ۔ یہ خیال کر کے بندہ بزرگ مذکور کی طرف چل پڑا ۔ جو بھی ۔۔ جی لوہار کی بیٹھک جیسی دکان کے قریب پہنچا تو مجھے دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا مولوی جی ۔ آج او حضرت صاحب گولڑوی کی سرکار رحمت بڑی مہربان ہے ۔ وہاں سے ہی رحمت کا پانی میری طرف اور آپ کی طرف، اور تمام جہان کی طرف آ رہا ہے ۔ بندہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور ہاتھ مبارک چوم لئے ۔ سبحان اللہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

اس سے قبل بھی گاہ بگاہ بندہ حضرت بابا جی لوہار سے شرف ملاقات رکھتا تھا ۔ مگر کبھی بھی بابا جی نے حضرت صاحب کا ذکر مبارک نہیں کیا تھا مگر اس دن کے بعد جب کبھی ملتا تو یہ بات یہ کہا کرتے کہ سرکار ان کے پاس کب گئے تھے؟ سرکار کے پاس جلدی جلدی حاضری دیا کرو کیونکہ سرکار پر اب مرض غالب ہے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند ماہ کے بعد حضور انور رحلت فرما گئے ۔

پاکستان قائم ہوئے ابھی دو ہی سال ہی گزرے تھے کہ
ہی عاجز کی والدہ صاحبہ انتقال کر گئیں۔ ان کے انتقال کے
سال یا پندرہ ماہ کے بعد میں عارضہ خون شدید بیمار ہو گیا۔ بہت
علاج کیا مگر بے سود۔ آخر پہ ایک لڑکے منور احمد کو حضور انور
کی خدمت اقدس میں دعا کے لیے روانہ کر دیا اور ساتھ ہی
دل میں خیال آیا کہ اچھا ہو کہ حضور انور میری والدہ صاحبہ مرحومہ
سے متعلق کوئی نوید بھی سنا دیں جس سے دل کو فرحت اور
طمانیت حاصل ہو۔ جب منور احمد صاحب واپس آیا تو اس نے
بیان کیا کہ جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیگر بہت
سے لوگ بطور سائل وہاں موجود تھے۔ میں بھی خاموشی سے
ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضور انور ہر آدمی سے دریافت فرماتے کہ
کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے؟ اس طرح دریافت کرتے
ہوئے میری طرف دیکھا تو دوسرے لوگوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ
کہاں سے آئے ہو کیا کام ہے؟ بلا تاخیر فرمایا، بیٹا تمہاری دادی
صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا جناب ٹھیک ہے۔
اس کے بعد جناب نے والدہ صاحبہ مرحومہ کی زندگی کا سارا نقشہ

کھینچ کر رکھ دیا اور فرمایا بیٹا تمہاری دادی صاحبہ بہت بزرگ اور عالم تھیں۔ سارا دن تخت پوش پر بیٹھے قرآن شریف اور دیگر اسلامی کتب ہی پڑھتی رہتی تھیں۔ جو کوئی عزیز رشتہ دار گھر میں آتا اسے بھی پاس بٹھلا کر مسائل سمجھانے شروع کر دیتی تھیں۔

(حضور کی والدہ صاحبہ کی قادری سلسلہ میں بیعت تھی۔ قریبا سو سال کی عمر میں انتقال کیا۔ وہ تہجد گزار تھیں آپ کی نگاہ آخر عمر تک بالکل صحیح رہی اس لیے قرآن کریم کتب پڑھتی رہتی تھیں)

پھر فرمایا کہ ماشاء اللہ [illegible] کی اپنی کمائی بھی بہت تھی لیکن اس کی ادائیگی ٹھیک ہو گئی [illegible] ماں کی طرف سے والدین کو بہت ہی صدمہ پہنچا ہے۔ چنانچہ ہمارے دل مقصود احمد کی وجہ سے ملال ہے پھر تو برکات اور انعامات وافر ہو رہے ہیں شمار ہو سکتے ہیں وہ بے حد دے بے شمار ہیں۔ [illegible] کہ دنیا تیرا امیدوار ہے ہیں سب سے کیا [illegible] فرمایا کوئی فکر نہیں۔ اللہ کریم رحم کر دیں گے ... الخ

حضرت صاحب کے یہ ارشاد سن کر مجھے دلی سکون ملا

ہوا اور پیر بیک جھپکتے ہی ڈاکٹری علاج کرانے پر بیماری سے شفا کلی حاصل ہوئی۔

(نوٹ۔ اس مذکورہ حکایت سے ثابت ہوا کہ مرشد کامل اپنے حبیب مریدوں کے والدین پر بھی سخت نظر کرم فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ!

این سعادت بزور بازو نیست

یک دن قاضی ہوئے کے بعد کا ذکر ہے کہ سرسیالکوٹ میں ایک مکان بک آدمی میں داخل ہوکر اور میں سو سالہ اور اعلان کرو یا کہ میں نے اس آدمی کے دو دستے سب سے دینی علم حاصل کیا ہے۔ میں لے جب اس کی صورت دیکھی تو غرض سے اس میں داخل ہوا۔ مجبور کرنے کو کوئی حیثیت سے میرے دل میں جا سکے۔ چنانچہ لوگ بکثرت اس کے پاس آنے شروع ہو گئے۔ وہ ہر ایک سے حسب طاقت کچھ مرید ہوا۔ قبر پرستی اور کسی کو تعویذ دی کو دم کسی کو کوئی نذر وغیرہ دیتا۔ صبح سے دوپہر تک یہ کام کرتا اور پھر نکل جاتا اور جمع شدہ مال ان آدمیوں کو دے دیتا۔

[illegible]

میں آئے قرآن کی بات سن کر کہا کہ یہ کام میری طاقت سے باہر ہے تم کسی بزرگ کی خدمت میں جاؤ۔ تو انھوں نے کہا آپ ہی کسی بزرگ کا پتہ دے دیں۔ کہنے لگا اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو پھر حضرت صاحب کرمانوالہ شریف کے پاس حاضر ہو جاؤ۔

انھوں نے کہا کہ آپ انہیں کیسے جانتے ہیں؟ کہنے لگا کہ میں تبت اور چین کا رہنے والا ہوں۔ چند سال کا ذکر ہے کہ ہمارا بادشاہ جنات کا لشکر ہمراہ لے کر تبت سے کراچی کی طرف جا رہا تھا۔ اور یہ لشکر راستہ میں آدمی کی شکل میں شدید تباہی کرتا آ رہا تھا۔ جب ہمارا یہ لشکر اوکاڑہ سے ابھی چند میل کے فاصلے پر تھا کہ حضرت صاحب کرمانوالے وہاں پہنچ گئے اور ہمارے بادشاہ کو پکڑ کر لے آئے۔ اور اپنی کوٹھی مبارک میں قید کر دیا۔

ہمارے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ ہماری ساری طاقت ختم ہو گئی مگر ہم سب مل کر کئی دن تک حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور اپنے بادشاہ کی رہائی کے لیے التجا کرتے رہے

آخرکار حضور انور نے مہربانی فرما کر اسے چھوڑ دیا اور نصیحت ہدایت
کی کہ آئندہ مخلوق کا نقصان نہ کرنا۔

پھر ہمارا بادشاہ اور دیگر بہت جنات دوست حضور انور
کی غلامی میں داخل ہو گئے۔ تو اس طرح مجھے معلوم ہے کہ
موجودہ وقت میں دنیا میں حضرت صاحب کرمانوالہ شریف کے
درجہ کا کوئی بزرگ نہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ

کرماں والے دی کرم نوازی دا نہ کوئی حد بنہ تے شمار نہیں
میں بھی ساری دُنیا بھالی اے ایڈی ہور وڈی سرکار نہیں

اِک اِک لُوں مُنڈھ لکھ لکھ چشماں
اِک کھولاں تے اِک کجّاں ہُو
اِتنا ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے !
ہور میں کس ول بھجّاں ہُو
اِک دیدار مُرشد دا باہُو!
مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ہُو

ایک صاحب میاں بہادر حق ساکن کاہنہ ضلع لاہور زیارت اور عمرہ کے بعد واپس ہوئے تو بیت اللہ کی یکم مارچ ۱۹۷۰ء بروز جمعہ حضرت قبلہؒ کے وصال کے دو روز بعد، وہ مدینہ منورہ میں تھے کہ ڈاکٹر ظہیر مقیم جدہ جو ان دنوں مدینہ منورہ میں تھے، بتایا کہ پرسوں جمعرات کے روز جنت البقیع میں انہوں نے حضرت قبلہؒ کو وہاں گھومتے دیکھا۔ آپ نیاز مندانہ حضرت کی طرف بڑھے۔ حضرت قبلہؒ نے ہلکے تبسم سے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب آپ کو بھی میرے آنے کی خبر ہو گئی ہے۔ اس وقت تک نہ تو ڈاکٹر صاحب کو ہی حضرت کے وصال کا علم تھا اور نہ ہی میاں بہادر علی جانتے تھے۔ ان دونوں کو یہ خبر گھر لوٹ کر ملی۔

خواجہ منظور احمد بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ کی خدمت اقدس میں گوجرانوالہ (ضلع شیخوپورہ) حاضر خدمت ہوئے۔ واپسی کے لئے ان کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا خیال ہوا کہ حضرت قبلہؒ سے واپسی کا کرایہ قرض لے لیں۔ دو تین مرتبہ ارادہ کیا لیکن مانگنے کی ہمت نہ ہوتی۔ اسی اثنا ایک اور آدمی حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ فیروز پور چھاؤنی اسٹیشن پر کسی نے اس کی جیب کاٹ دی ہے اور وہ کرایہ کا محتاج ہے کہ گھر تک پہنچ سکے۔ حضرت قبلہؒ نے خواجہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بابو جی آپ پہلے اسے فیروز پور لے جائیں، وہاں سے ٹکٹ لے دیں پھر آپ بھی گھر چلے جائیں۔ خواجہ صاحب تو ادھار مانگنے کی فکر میں تھے۔ یہ سن کر بڑے گھبرائے مگر تعمیل حکم میں

لئے اور اس شخص کے ہمراہ فیروز پور چلا گیا۔ پیسے فیاض خاکر شخصے جو تم ... [illegible]
قرام سے تھے ان سے کہہ دو جو بھی لوں گا مگر جو بن ایسٹیشن میں داخل ہوئے ایک
اس کا نوٹ ایسٹیشن پر پڑا ہوا تھا۔ اِدھر اُدھر دیکھا کہ یہیں کسی کا ہوا سے گرا
دیا جائے لیکن جب کوئی نظر نہ آیا تو اسے یا بڑی سمجھ کر اٹھا لیا۔ مسافر کا ٹکٹ
ہی غریب اللہ کے پیسے ہی دیئے اور اپنے لئے بھی ٹکٹ خرید کر گھر چلے گئے
اور حضرت قبلہؒ کے ارشاد کی اہمیت سمجھ میں آئی۔

جب حضرت قبلہؒ کی قیام گاہ پر سیا ریلوے اسٹیشن قائم ہوا تو آپ
نہ صرف لوگوں کو ریل سے آنے جانے کی تاکید فرماتے بلکہ خود بھی کیمبل پور
تک . . . قیام گاہ سے موضع دھمن والا تک ایک گاڑی سے آتے اور وہاں
سے واپس تشریف لے آتے۔ ایک دفعہ دھمن والا کی بجائے پنڈی تک سفر کیا
وہاں سیں دفعہ کسی سبب سے سکول کے لڑکوں نے ہڑتال کی ہوئی تھی جو
ہڑتالی طلبہ ... سٹیشن کی حدود میں داخل ہو کر مسافروں کو پریشان کر رہے
تھے یہ صورت حال دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

" یہ لا قانونیت اچھی نہیں ہے سکول کے ان لڑکوں کو
اپنی تعلیم اور کام کاج کی طرف توجہ دینی چاہیے "

جتنے دیر گاڑی وہاں کھڑی رہی آپ یہی کلمات طیبہ مبارک سے جاری رہے

ایک صاحب ایک مرتبہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت

قبلہؒ نے ازراہ شفقت مجھے خربوزہ چیر کر دیا اور فرمایا کہ یہ حاضرین میں بانٹ دیا جائے۔ جب بانٹنے لگے تو دس بیچ انگلی تھیں بانٹ چکے تو پانچ باقی تھیں ارشاد فرمایا۔ مولوی ایک چکر اور لگاؤ۔ اب بھی بانٹ دی باقی تھیں [illegible] لے خیال کیا کہ گیا ہی [illegible] اس میں سے دو چار [illegible] حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔ مولوی جی دو تو تم نے [illegible]
محو [illegible]

ریس صاحب فرماتے ہیں کہ ایک [illegible]
آپ کے [illegible] دگردن جھکائے بیٹھا تھا دل [illegible]
[illegible] کے لئے معاف کریں تو کیسا ہو [illegible]
اور توجہ فرما کر اس کی طرف [illegible] فرمایا [illegible]
دو [illegible] سے [illegible] لے کر چلا

حضرت قبلہؒ کے خاص [illegible] ایک [illegible]
[illegible] پانچ روپے کا [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] کچھ دن بعد حضرت قبلہؒ [illegible]
گری پڑی چیزیں اٹھانے سے منع [illegible]
اگر وہ یاد آ جائے پر وا [illegible]
حضرت قبلہ [illegible] فرمایا۔

[illegible] کے معاملے میں [illegible]
کا [illegible] حساب ہو گا۔

ایک دفعہ مولوی محمد عمر صاحب انچروی، جو یہاں کوئی جلسہ کرنا چاہتے تھے اس میں شمولیت کے لئے انہوں نے صاحبزادہ پیر عثمان علی شاہ صاحب مد ظلہ العالی کو بھی مدعو کیا۔ اسی دن اتوار کے روز جب مولوی امین سیٹھ ٹیری مرحوم مغفور کے متعلق حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی کا تذکرہ ارشاد فرمایا، پھر جب صاحبزادہ صاحب لاہور گئے ہیں تب کہتے ہیں۔ یہ بھی نہیں چونکہ وہ جلدی چلا گیا ہوں اس لئے دلچسپی میں ان سے ملاقات کروں گا۔ حاضرین میں صاحبزادہ صاحب کا جلسہ میں شرکت کا ذکر ہوا تو آپ نے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اللہ سے وہ صاحبزادہ صاحب سے کہہ دیا تھا ہمیں کو ممبروں سے کیا کرنا ہے ہمیں تو ممبر ہیں حضرت اعلیٰ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فائدہ ہمارے لئے کافی ہے۔"

اس سے ثابت ہو کر حضرت عموماً مروجہ جلسوں میں شمولیت کو ناپسند فرماتے تھے۔

ہم نے وقت گزارا جاتے رہتے ہیں معمول باتیں ہیں باہر ہوگئی ہیں اس نے باتیں کو بیان کے اصول میں دشواری پیش آتی ہے؟

حضرت قبلہ ہمیشہ عمل پر زور دیتے کیونکہ خود بھی عالم باعمل تھے محمد کرم صاحب سیر دار، جو کلمات چھوڑ وہی اپنے کالج کے زمانے کا

واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ دہلی سے ملتے گاؤں میں گیا، وہاں کہ بزرگ حضرت قبلہؒ کے معتقد ہیں۔ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے آپ کے کشف کے بارے میں باتیں کر رہے تھے میں پڑھا لکھا تھا ان لوگوں سے کہا بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی بیٹھے بیٹھے دوسرے کے دل کی باتوں سے واقف ہو جائے۔ اکرم صاحب رقم کرتے ہیں کہ اسی ملاقات کو انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف فرما ہیں ان کی طرف بڑھا اور چند قدم چل کر رک گیا۔ میری نظر احاطہ مکان میں کثرت سے درختوں پر پڑی اور میں سوچنے لگا کہ یہ درخت فلاں ملک میں ہوتا ہے۔ اور فلاں درخت فلاں ملک میں۔ یہ سوچتا ہوا ان بزرگ کے قریب پہنچا انہوں نے مخاطب ہو کر فرمایا "میاں کیسے آئے ہو؟" بولا، زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں فرمایا "بیٹھ جاؤ۔" فرمایا "دیکھو یہ جو درخت فلاں درخت فلاں ملک میں ہوتا ہے۔ اور فلاں فلاں جگہ۔" میری آنکھ کھل گئی۔ افسوس آگاہی پر دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہا تھا۔ چند یوم کے بعد حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے پہلے آپ کی زیارت نہیں کی تھی۔ خواب میں ملاقات فرمانے والے بزرگ حضرت قبلہؒ ہی تھے افسوس روز سے میرے دل میں حضرت قبلہ کی بڑی وقعت ہے۔

ایک روز ایک صاحب دعا کرانے حاضر ہوئے، درخواست کی حضرت قبلہؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا بھی ایک خاص طریقہ ہوتا ہے جو ہم

کو منہیں آتا، تو پھر کیا کریں، خیر مانگنا ہی ہو گیا۔ پھر یوں دعا فرمائی :-

"اے باری تعالیٰ جیسے تجھ سے مانگنے کا طریقہ نہیں آتا تو اپنے فضل و کرم اور مہربانی سے ہر مسلمان مرد عورت کی جائز ضروریات اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے پوری کر دے۔ جو کچھ دینا ہے تو نے اپنی مہربانی اور کرم سے دینا ہے۔ ورنہ ہم تو کچھ بھی نہیں"

مظفر علی خان پشاور تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید گنج شکر کے عرس کے موقع پر حضرت قبلہؒ مسجد عید گاہ، پاک پتن شریف میں کافی دن قیام فرمایا کیونکہ عرس کے موقع پر حضرت قبلہؒ پاک پتن شریف تشریف لے گئے تو مسجد کی توسیع کا کام شروع کرا دیا۔ میں بھی وہاں حاضر ہوا۔ ایک روز مسجد میں اذان ہو رہی تھی تو میں نے دور سے یہ دیکھنے کی جسارت کی کہ کیا حضرت قبلہؒ بھی اذان کے دوران انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں یا نہیں مگر حضرت قبلہؒ نے بظاہر ایسا نہیں کیا۔ بات وہاں پر ختم ہو گئی اور وقت گزر گیا وہ رات بھی گئی۔ دوسرے روز صبح اور دس بجے کے قریب چند لوگ حاضر خدمت تھے۔ حضرت قبلہؒ ارشاد فرمانے لگے۔ ایک مرتبہ ہم شرقپور شریف میں حاضر تھے تو ہمارے دل میں خیال گزرا کہ اذان کے دوران جو انگوٹھے چوم کر ہم آنکھوں پر لگاتے ہیں کہیں یہ ناجائز نہ ہو کیونکہ اگر جائز ہوتا تو حضرت میاں صاحب قبلہؒ بھی ضرور

ایسا کرتے تھے۔ مگر انھوں نے کبھی ایسا نہیں کیا چنانچہ اس سے اگلے وقت کی جب اذان ہوئی تو حضرت میاں صاحب قبلہؒ نے بھی انگوٹھے چومے اور پھر آنکھوں سے لگائے اور اس طریقے سے انہیں سمجھا گئے کہ بات جائز ہے ناجائز نہیں۔

مظفر علی خاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں پہلی بار حضرت باوا جی کے ہاں سے حاضر ہوا۔ تو راستے میں لاہور میں ٹھہرنا پڑا۔ میاں ایک اور سیال صاحب میرے میزبان تھے۔ جنہوں نے ایک دوسرے ہم خیال صاحب کے ساتھ مل کر بیعت کے خلاف لیکچر دینا شروع کیا اور نہ معلوم کتنی دیر تک اس موضوع پر لیکچر دیتے رہے۔ جب میں حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت قبلہؒ نے فرمایا:

"تو بیعت کیا ہوتی ہے؟"

میں خاموش رہا۔ پھر فرمایا

"بابا جیسے تم سب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہو اندھوں کا
وہ جیسے قدم پر رکھتا ہے اسے جا کر ہو لیتے ہیں۔"

صاحبزادہ باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت کیلیانوالہ تحریر فرماتے ہیں کہ تقریباً دو سال پہلے راقم نے سید میر حسین شاہ صاحب سے کہا کہ آپ حضرت کے ملفوظ شریف یک جا لکھ کر تحریر کریں اس طرح

کا جواب حضرت قبلہؒ کی طرف سے نہیں آیا تو اس نے دوبارہ سید منیر حسین شاہ صاحب سے عریضہ تحریر کرنے کو کہا کہ ہو سکتا ہے پہلا عریضہ حضرت قبلہؒ کو ملا ہی نہ ہو اس کا بھی جواب نہ آیا تیسرا عریضہ ارسال خدمت کیا مگر جواب نہیں آیا اور میرا دل بہت گھبرایا کیونکہ والد صاحب ، حضرت کیلیانوالہؒ کے بعد میں حضرت کرمانوالہؒ ہی کو سب کچھ سمجھتا تھا اور ظاہرہ دنیا میں آپ ہی کی ذات بابرکات کا سہارا لیتا تھا۔ اس لئے جواب نہ ملنے پر سخت حیران اور افسردہ تھا اور فکر تھا۔ میں رات اسی سوچ میں گم رہا کہ اب کدھر جاؤں ایک دو روز تو بہت ہی پریشان تھا اسی پریشانی کے عالم میں سو گیا۔ ابھی سویا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے حضرت سرکار کرمانوالہؒ تشریف لا رہے ہیں ان سے تقریباً بیس گز پیچھے بابا جی ، حضرت کیلیانوالہؒ اور بابا جی کے پیچھے حضرت میاںؒ صاحب شرقپوری اور ...... میں آپ کا نام نہیں لے سکتا۔ تشریف لا رہے ہیں اور مجھ پر لطف و کرم فرمانا وہ کہ میں ہی جانتا ہوں۔ دل کی پریشانیوں کی بجائے سکون ہو گیا اور وہ پریشانی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔

مجھ عاجز سے یہ سارا قصہ سید منیر حسین شاہ صاحب نے بیان کیا اور میاں محمد شفیع صاحب (جو حضرت کرمانوالہؒ کے خاص منظور نظر تھے اور اب بھی اسی طرح ہیں) کوئی سمجھ سکے میاں صاحب نے یہ تمام واقعہ حضرت قبلہؒ سے بیان کیا اور پوچھا کہ پیچھے بزرگ کون تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میاں ایسی باتیں نہیں پوچھی جاتیں۔ کچھ دنوں بعد میاں صاحب نے

پھر عرض کیا، حضور وہ پوچھتے ہیں بزرگ کون ہیں تو پھر آپ نے بتا دیا۔

مذکورہ بالا واقعہ میں سیٹھ محمد شفیع صاحب کا ذکر آیا تھا اس سے یہ واقعہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہؒ کے ساتھ حضرت میاں والیؒ کے عرس میں شامل ہوئے۔ عرس کی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت قبلہؒ نے ان سے ارشاد فرمایا۔ سیٹھ جی تو یہاں دعا کریں۔ سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، حضور مجھے ولایت نہیں چاہیے۔ مجھے بس اور بھی اولاد کا خدمت گار ہی رہنے دیں۔ حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا اولیا اللہ بھی اللہ کی مخلوق کی خدمت ہی کرتے ہیں۔ جناب امین مشرقی پوری مرحوم لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہؒ نے کئی بار ان سے ارشاد فرمایا "سیٹھ صاحب ان مخلص ترین ہیں۔" چنانچہ احباب جانتے ہیں کہ قیام پاکستان سے قبل بھی حضرت قبلہؒ لاہور میں ان کے ہاں قیام فرماتے تھے۔

سیٹھ محمد شفیع صاحب ہی کے متعلق حضورؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو ہمارے سیٹھ کی بھی زیارت کرے گا وہ بھی جنتی ہے۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ اسی کتاب میں پہلے کسی جگہ بیان کیا جا چکا ہے۔

سیٹھ شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ محمد انور صاحب سپرنٹنڈنٹ پہلے مشرقی پاکستان میں محکمہ ریلوے میں لاہور ڈی۔ پی۔ ایس ملازم تھے کسی وجہ سے برطرف کر دیئے گئے۔ وہ سیٹھ محمد شفیع صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ وہ چونکہ حضرت قبلہؒ کے

ملازم ہیں ان سے لوگ عموماً پوچھتے ہیں کہ آپ نے جب پیر کامل ہو کر اس طرح
ملازمت سے علیحدہ کرایا گیا یہ کہتے ہوئے عرض کی کہ دوبارہ اسی ملازمت
پر بطور ڈی۔ سی۔ میں ملازمت پر بحال ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے
جواب دیا۔ بابو جی! شکر کرو کہ خدا اس سے بھی بڑا افسر بنا دے گا۔ منیر صاحب
نے عرض کی کہ وہ تو چاہتا ہوں کہ یہیں ڈی سی ہی میں ہونا چاہتے ہیں حضرت
قبلہؒ نے دوبارہ فرمایا۔ بابو جی! بڑا افسر بنا دے گا۔ جب منیر صاحب
نے تیسری مرتبہ عرض کی تو حضرت قبلہؒ نے فرمایا " جیسے تمہیں کہ آپ کے
اور کہا چاہیے ۔ پسند کر منیر صاحب خاموش ہو گئے۔

انہی دنوں وہ ایک چھوٹی سی کمپنی میں ملازم ہو گئے جہاں وہ دو تین
سال رہے اسی دوران انہوں نے وکالت کا امتحان پاس کیا اور شیخوپورہ میں
وکالت شروع کر دی وہ جلد ہی مشہور ہو گئے اس لئے لاہور منتقل ہو گئے۔ الحمدللہ
خدا کے فضل و کرم سے وہ لاہور کے نامور وکیلوں میں ان کا شمار ہے۔

رانا محمد نیاز صاحب ہیڈ ماسٹر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قبلہؒ
کے ساتھ ہم اور بیلیوں کے ہمراہ امیر شریعت کے عرس کے موقع
پر جب ہم سب نے وہاں حاضری دی تو لنگر کے تقسیم کا وقت تھا حضرت
قبلہؒ نے سب بیلیوں سے کہا کہ جاؤ جلدی لنگر مانگ کر لاؤ۔ چنانچہ ہم
سب ہمراہی لنگر لے آئے لیکن رانا صاحب مذکور کچھ زیادہ ہی حصہ لے آئے
دوسرے دن پھر اسی وقت حاضر ہوئے تو لنگر کا وقت ہو چکا

تھا۔ رائے صاحب نے عرض کیا۔ حضور آج تو خواجہ صاحب تک کی جگہ سارا لنگر عنایت کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ہاں سب صاحبان جاؤ خواجہ صاحبؒ نے بھی یہی فرما دیا ہے۔ چنانچہ رائے صاحب ہی لنگر لانے گئے اور وہاں جا کر دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اندر سے ایک لانگری جو رائے صاحب کو پہلے سے بالکل نہیں جانتا تھا آیا اور کہا بولا۔ "مسکین تم کل کے آدمی ہو۔ خواجہ صاحب نے آپ سب کے لئے لنگر کی اجازت عنایت فرما دی ہے۔" رائے صاحب چپ رہے کوئی جواب نہ پا کر وہ لانگری اندر گیا اور ڈھیر سارا لنگر لا کر رائے صاحب کے حوالے کر دیا۔ یہ لنگر لے کر ساتھیوں کے ساتھ قیام گاہ پر چلے آئے جب لنگر تقسیم کیا گیا تو سب کے حصے میں مساوی آیا۔ رائے صاحب کا بیان ہے کہ جب تک ان کا قیام وہاں رہا وہ اسی طرح لنگر خانے کے دروازے کے باہر جا کر کھڑے ہو جاتے اور وہی لانگری صاحب ان کو حسب ضرورت لنگر لا کر دے دیتے۔

موضع کرمو والا ضلع فیروز پور والا۔ میں حضرت قبلہؒ کی مجلس اقدس میں ایک شخص نے سوال کیا۔ توجہ شیخ کیا ہوتی ہے؟ حضرت قبلہؒ نے بتایا کہ وہ ایک شخص جو کرسی پر بیٹھا تھا۔ ایک توجہ اسفرف سے اوپر اٹھا وہ پھر نیچے آگیا حضرت قبلہؒ نے پھر ایک توجہ اسفرف سے اوپر اٹھا لیا۔ تیسری مرتبہ وہ لوٹ پوٹ ہوتا ہوا دور جا پڑا۔ لوگوں نے اٹھا کر

بگڑا۔ دو صورت۔ تیسرے دن وہ سکر کی حالت سے ہوش میں آیا اور
بہار حصہ ادا کی۔

مولوی عبداللہ صاحب [illegible] صاحب [illegible] انصاری [illegible]
لاہور سے تحریر کرتے ہیں آپ [illegible] کرتے ہیں کہ ایک رات میں [illegible]
میں بیٹھا تھا، ایک شخص لیٹا ہے [illegible] کر رہے تھے میں نے پوچھا تم کہاں
سے [illegible] جواب دیا۔ حضرت صاحب [illegible] ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ
وہ ایک [illegible] ہے۔ [illegible] مرض میں مبتلا تھا۔
تمام ڈاکٹروں سے مایوس ہو [illegible] حضرت قبلہ [illegible]
کل سے ہی [illegible] کی کہ حضرت کو
[illegible]

[illegible] صاحب [illegible] جہاں [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] پولیس [illegible]
[illegible] حضرت صاحب کی [illegible]
حضرت صاحب [illegible] اسٹیشن [illegible]
جاؤ [illegible] اسٹیشن [illegible]
سفر [illegible] وقت [illegible] حضرت [illegible] فرمایا

کہ چلیں سفر جاتا ہے وہ بات کریں کیونکہ گاڑی کا وقت قریب ہے
اس دن بھی سفر میں واپس آنا تھا اور قلعہ کوہر منگ کے تحصیل دار صاحب
سے بھی واپس آنا تھا۔ تحصیل دار صاحب حضرت صاحب کے پیر بھائی بھی
تھے۔ اسی واپسی آنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور پوچھا تم کس طرح
جاؤ گے اونٹنی تو اسٹیشن پر پہنچ چکی ہے۔ تحصیل دار صاحب نے کہا، کوئی
بات نہیں ہم اسٹیشن پر پہنچ جائیں گے۔ چلتے وقت حضور نے فرمایا اچھا
جاؤ اونٹنی راستے میں لے لینا۔ چنانچہ ہم دونوں اسٹیشن کی طرف چل
پڑے۔ ان کے پاس ایک بیگ تھا وہ میں نے لے لیا۔ راستے میں دوسرے
کرمیاں آیا۔ حضور نے پہلے اونٹنی سپرنٹنڈنٹ صاحب کے لئے بھیج دی تھی
اور اب تحصیل دار صاحب سے بھی کہہ دیا ہے کہ اونٹنی راستے میں لے
لینا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب مل گئے۔ وہ پیدل تھے
اور اونٹنی ان کے ساتھ تھی۔ تحصیل دار صاحب نے کہا کہ جب اونٹنی ہے
تو پھر آپ پیدل کیوں ہیں؟ کہنے لگے میں پیر صاحب کی اونٹنی پر کیسے
بیٹھ سکتا ہوں۔ آپ چاہیں تو اونٹنی لے جائیں۔ تحصیل دار صاحب
اونٹنی پر سوار ہو کر اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ مگر میں ابھی نصف راستے
میں تھا اور دوسری فکر مجھے یہ تھی کہ تحصیل دار صاحب کا بیگ
میرے پاس تھا۔ معلوم نہیں اس میں کتنی رقم تھی یا ضروری کاغذات تھے
بہرحال میں گاڑی کی طرف بھاگ رہا تھا۔ جب اسٹیشن تک گاڑی پہنچی
دو منٹ ٹھہری تھی۔ بندہ ابھی کافی دور تھا۔ اور خطرہ تھا کہ کہیں گاڑی

سے روانہ ہوا۔ اس گرا انجن تھا کہ جھک جھک کرکے وہیں ٹھہر جاتا تھا۔ تمام لوگ گاڑی میں سے سر نکالے حضرت صاحب کے گاؤں کی طرف دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے وہ بابا جی کا درویش آ رہا ہے۔ جب تک وہ نہ پہنچے گا گاڑی نہیں چلے گی۔ جونہی مست درویش گاڑی میں سوار ہوا، گاڑی چل پڑی اور میں نے یہ تفصیل دلدار صاحب کے حوالے کیا۔ اسٹیشن پر مشہور تھا کہ گاڑی نہ چلے گی لوگ کہتے تھے کہ کوئی حضرت درویش آ رہا ہو گا۔ آئے گا تو پھر گاڑی چلے گی۔

پکھا گاؤں کا ہم نیر درشاہ تھا۔ ایک دفعہ ایک بابو جی یہاں پر متعین ہوا جو کہ حضرت صاحب کے درویشوں سے نفرت کرتا تھا اور اکثر کہا کرتا تھا کہ یہ داڑھیوں والے کچھ بہت بڑھ گئے ہیں۔ یہ بات حضرت صاحب تک بھی پہنچی۔ اسی روز رات کے وقت جب بابو سو رہا تھا کسی نے اس کے کوارٹر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بابو نے پوچھا کون ہے۔ جواب آیا۔ وہی میں ہے آگ ملتی ہے۔ ہمارے پاس بہت سی چیزیں ہیں۔ بابو نے کہا کہ اس وقت بیڑیوں وغیرہ کا کوئی وقت ہے۔ جاؤ بھاگ جاؤ۔ اور سختی سے پیش آیا۔ انہوں نے اسے پکڑ کر باہر کھینچ لیا اور بہت مارا اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گیا۔ صبح اس نے یہ واقعہ سب کو بتایا۔ لوگوں نے کوارٹر کے باہر پاؤں کے نشان دیکھے کوئی بالشت بھر کا تھا، کوئی ایک ہاتھ کا تھا اور کوئی گز بھر لمبا۔ سب لوگوں نے کہا یہ آدمی تو نہیں آ سکتے

کوئی اور مخلوق ہوگی۔ بالآخر ست جب دور ہوا اور دہاں سے تبدیلی کردی گئی۔ نیا بالم پچھ دار آدمی تھا۔ جب اس نے واقعات سنے تو اس نے کہا کہ میں سب سے پہلے حضرت صاحب کے حاضری دوں گا۔ چنانچہ وہ حضرت صاحبؒ کے ہاں حاضر ہوا اور وہ بار بار حاضری دیتا رہا۔ حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت ہوگئی۔ آپ نے اس سے فرمایا ۔ بابو جی۔ وہ وقت ہوگیا اور آپ اس کی جگہ سے آئے ہیں۔ بابو جی جہاں تمہاری مرضی ہے سو ساہیوال دے کر کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ چنانچہ وہ شخص عرصہ اسی اسٹیشن پر رہا اور حضورؒ کے درویشوں کی بھی خدمت کرتا تھا۔

ایک دن بندہ حضورؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضورؒ ایک موڑھے پر تشریف فرما تھے۔ اسلام علیکم کہہ کر بیٹھ گیا۔ ایک آدمی منع ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے دو اس بچوں کو بھیک کے چھڑکے پیچھے ... دیکھی، منہیں پڑا دیں۔ وہ حضرت صاحبؒ کی مجلس پاک میں بیٹھ گیا۔ ... حضرت ... اس سے ... کا نام دریافت کیا اور جگہ کا نام بھی پوچھا۔ ... وہ صحیح سے آیا ہے۔ ... آپ نے دریافت فرمایا کہ کس طرح ... اس نے جواب دیا۔ حضورؒ ... بیٹھے ہیں ... بیٹھے ہیں یہ دونوں گوشے ہیں۔ آپ نے کہا وہ ... نہیں ... اسے ... نہیں ... کرتے ... آپ نے ... پایا۔

فرمایا: تو سنتے بھی ہیں۔ اس نے جواب دیا: نہیں بولتے نہیں ہیں۔ آپ نے کہا: سنتے ہیں تو کوئی بات کی جاتی ہے تو یہ سمجھتے ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں سمجھتے، اشاروں سے سمجھایا جاتا ہے تو سمجھ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو یہ بولے بھی ہوں گے۔ پھر آپ نے کہا کہ صرف گونگے ہوتے ہیں اور کچھ گونگے اور بہرے۔ وہ شخص یہ سن کر اور بھی گھبرا گیا۔ آپ نے کہا: گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ بہتر فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ پھر شاہ صاحب سے لگے، کبھی اس شخص کو تسلی دیتے اور کبھی کبھی ان بچوں کی طرف نظر مبارک اٹھا کر دیکھ لیتے۔ وہ شخص پہلے سے بھی زیادہ پریشان نظر آ رہا تھا شاید وہ سوچ رہا تھا کہ حضرتؒ نے شاید مذاق کیا ہے۔ خدا نہ کوئی تعویذ نہیں دیا ہے۔ وہ گھبرا رہا تھا اور اتنے میں دونوں لڑکے اس سوچ کی وجہ سے آپس میں لڑنے لگے۔ ایک کہتا: میری ہے، دوسرا کہتا میری ہے۔ پھر وہ حضرت ہو کر لڑنے لگے اور زور زور سے اپنے باپ کو پکارنے لگے کہ ابا! یہ مجھے سوچنے نہیں دیتا، دوسرا کہتا ابا! یہ تو مجھے [illegible] رہا ہے۔ حضرتؒ یہ سن کر [illegible] کہتے تھے کہ راستے میں یہ تو بول [illegible] رہے ہیں۔

غم کی گھٹائیں اس کے چہرے سے یوں ہٹ گئیں جیسے بادلوں کی دھوپ سے منتشر ہو جاتا ہے [illegible] خوشی خوشی دونوں بیٹوں کو لے کر وہ شخص رخصت ہوا۔

گاؤں [illegible] کے لوگ کمر کھو حفاظت کیا کرتے تھے۔ حضور نے ان کو بھی فیض پہنچایا۔ میرا ایک چچا قطب نامی تھا جو کہ اسی قسم کا تھا دفعتہ سخت بیمار ہوا۔ اللہ تعالیٰ بیمار ہوا کہ چارپائی سے اچھلنے لگا اور ہاتھ پاؤں چارپائی پر مارنے لگا۔ میرے باپ کو لڑکا آخر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ چچا ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور بہت تنگ ہے۔ حضور نے نہ سے پیار سے، سے دوائی بتائی۔ پھر وہ واپس جانے لگا تو آپ فرمانے لگے کہ وہ بہت ہی غریب ہے شاید اس کے پاس دوائی کے پیسے نہ ہوں یہاں سب سے صف کے نیچے تو نے ہوا ان کو بلا کر ان کی ناک اس کو پانی کے ساتھ دے دے۔ اللہ تعالیٰ درست کرے گا۔ اس سے اسی طرح کیا اور اس کو شفا ہو گئی۔

ایک سال جب دو سال زمین میں فصل بونے کے سے تھی۔ ننگی لوگ سے فصل نہ بوئی۔ آخر میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور اس سال بارش نہیں ہوئی فصل نہیں بوئی جا سکی۔ اگلے سال کیا کریں گے۔ آپؒ نے فرمایا جاؤ اسی حالت میں زمین میں بیج ڈال دو۔ چنانچہ اس نے خشک زمین میں ہی بیج بو دیا تمام لوگ اسے طعن کرنے لگے کہ اب لوگ تو اگلے سال تکلیف میں گزاریں گے ہی مگر آپ یہ سے جو دانے گھر میں پڑے ہوتے تھے وہ بھی زمین میں ڈال کر ضائع کر دیئے۔ چنانچہ دو ماہ اسی طرح گزر گئے دانے نہ اُگے ماہ پھاگن کے آخر میں ایک اچھی بارش ہوئی اور ماہ چیت میں فصل مکمل تیار ہو

گئی ہو، تمام لوگ اسے رشک سے دیکھنے لگے

پہلے کا ذکر کرتا ہوں وقت میں بندہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گھر
میں حاضر تھا، حضورؒ نے فرمایا، اگر کسی مسلمان نے کو زمین پر مارا ہے تو
اسے نہ آؤ تکرو وہ بات کرے۔ بندہ باہر آیا تو کئی بیل بیٹھے تھے
ان میں سے کسی آدمیوں کو حضرت قبلہؒ کی خدمت میں لے گیا اور عرض
پر بٹھا دیا حضور نے ان میں سے ایک سے اس کا نام پوچھا اور پوچھا کہاں
سے آئے ہو اور کس کام سے آئے ہو وہ آدمی چپ ہوں دیکھ کر کہنے
لگا۔ حضور نے دوبارہ فرمایا، اصل بات کرو، مجبور ہو کر اس نے کہا کہ
میں مصیبت میں ہوں آیا ہوں، افسوس حضور جوش میں آکر فرمانے لگے
مصیبت کوں میں، سر کرنے، اس نو تو بہت مارے آیا ہے
اور ساتھ ہی فرمایا کہ بیٹا، آدمی اس کو، میرے پاس لاؤ اس سے پوچھے
کہ کس کام سے آیا ہے۔ بندہ اس کو باہر لے گیا تو پوچھنے پر اس نے
پہلی بات دہرائی، بندے نے اس کو کہا کہ حضور کو سب علم ہو رہا ہے
اس واسطے تو سچ سچ بتا دو انشاء اللہ تعالیٰ دربار میں سچ بولنے والے
خاص ہی رہتے ہیں اور جھوٹ بولنے پر مار بھی پڑ سکتی ہے، چنانچہ اس
نے بتایا کہ وہ ایک بیچارہ ہے شادی کرنا چاہتا ہے، میں اس کے بعد
اسے لے کر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا کہ
اس نے کیا بتایا ہے میں نے سارا واقعہ بیان کیا پھر حضور نے اس سے
دریافت کیا کہ تمہاری عمر کیا ہے؟ اس نے بتایا پچاس سال علاوہ ازیں

کی عمر کتنی ہے۔ اٹھارہ سال اور بیوہ ہو گئی ہے۔ حضور خاموش ہو گئے اور فرمایا اس کو چوڑیاں پہنا دو اور نکاح دو۔ ہے بیمان کا بچہ۔ وہ سے جاہی کم عمر اور نادان ہے۔ اتفاق سے شادی ہوتے ہی وہ بیوہ ہو گئی اور برس پر کا شی دھتے پھرتا ہے۔ جا کر کسی ہم عمر سے شادی کرے۔ اس وقت مکان شریف کے ایک بزرگ جناب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کو یہ دیکھ کر حیرت طاری ہو گئی اور کافی عرصہ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔

ایک دفعہ بندہ موجودہ گاؤں حضرت کرمانوالہ شریف میں حاضر خدمت ہونے کے لیے لاہور اسٹیشن پر پہنچا۔ وقت تو کافی تھا لیکن لوگ بھاگ بھاگ کر گاڑی میں چڑھ رہے تھے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ گاڑی کہاں جا رہی ہے۔ اس نے بتایا کہ اوکاڑہ جا رہی ہے چنانچہ میں بھی بھاگ کر اس میں سوار ہو گیا۔ گاڑی میں بھیڑ بہت تھی بندہ دروازے کے نزدیک ہی کھڑا تھا جب گاڑی چل پڑی تو ایک شخص نے پیچھے سے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ میں نے بتایا تو وہ بولا یہ تو ڈاک گاڑی ہے اس اسٹیشن پر نہیں رکے گی۔ اتنے میں گاڑی نے سپیڈ پکڑ لی تھی۔ مگر بندہ نے بے سوچے ہی چھلانگ لگا دی۔ پاؤں کے بل گرا کوئی چوٹ تو نہ آئی مگر کافی دیر تک کوئی سکت نہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد قدم چل کر بالکل ٹھیک ہو گیا اور دوسرے پلیٹ فارم پر جا کر گاڑی میں سوار ہوا۔ جب حضرت کرمانوالہ اسٹیشن پر اتر کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا

تو حضرت قبلہؒ اس وقت فرما رہے تھے۔ اگر اس طرح غلطی ہو جائے تو گاڑی سے چھلانگ نہیں لگانی چاہیے۔ بلکہ اگلے اسٹیشن پر جا کر اترنا چاہیے۔

میرے پاس ایک یتیم بچہ رہتا تھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ اس کی ناک بہہ رہی تھی۔ مجھے کچھ کراہت سی ہوئی۔ چند دن بعد جب حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو تھوڑی دیر بعد ایک شخص مسواک کا بنڈل لایا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے مسواکوں کا بنڈل کھول کر سٹول پر رکھ دیا۔ ان میں سے کچھ بالکل سیدھی اور کچھ ٹیڑھی ٹیڑھی تھیں۔ میں نے اپنی باری پر بالکل سیدھی مسواک لے لی۔ حضورؒ نے فرمایا: ہر کوئی اچھی چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ یہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے کہ یتیموں، غریبوں اور ناک بہنے والوں کو گلے سے لگاتے تھے ہم تو نہیں لگا سکتے۔

حضورؒ کا اتنا فرمانا تھا کہ مجھے بہت شرم محسوس ہوئی اور اس کے بعد میں اپنے بچے کو بہت زیادہ پیار کرنے لگا۔

حضورؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میرؒ صاحب کے عرس مبارک میں حاضری کے لئے گاڑی میں سوار ہوئے۔ جس ڈبے میں ہم سوار تھے اس میں بہت آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کے سب میرؒ صاحب کے عشق میں مست و سرشار، کوئی نعت پڑھ رہا تھا۔ کسی ڈبے میں بیٹھے

برسے انتظار میں موجود تھے۔ وہ ہیں جب اور مست بیٹھے تھے حالی کر شکستہ ہو کر آئے تو وہ بھی شکست پیش کرنے کی بجائے مست ہو کر سو گیا۔

ایک دن حضورؒ نے فرمایا کہ ہم دہلی سے واپسی پر مسلیوں کے ساتھ پانی پت دربار حاضر ہوئے کیونکہ شام ہو گئی تھی اس لئے رات دربار شریف ہی میں بسر کی۔ ہو کر شہر سے سامیر تھا۔ رات کو میں نے دیکھا کہ ایک مست ذات کو میرے چاروں طرف پھر رہا [illegible] ہم نے چلنے کی تیاری کی تو اسی مست نے مجھے سونے کی ایک ڈلی دی۔ میں نے کہا یہ کیوں تکلیف کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں دے رہا بلکہ صاحب مزار کا حکم ہے کہ میں پیر صاحبؒ کی خدمت میں یہ پیش کروں۔ چنانچہ میں نے وہ سونا لے لیا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ ساری رات پیرے کی طرح سے وہ میرے گرد گھومتا رہا، کیونکہ گرد و تمام جنگل تھا۔ واپس پہنچ کر میں نے ایک چیلے سے کہا کہ اس ڈلی کا وزن کر کے لاؤ۔ جب تولی گئی تو اس کی قیمت ٹھیک اتنی ہی بنی جتنی کہ سفر پر خرچ ہوئی تھی۔ اولیائے کرام میں حضور کی یہ شان ہے۔

ایک دن حضورؒ خود ہی اپنی زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ ایک دن کچھ گاؤں میں بیٹھے [illegible] شریف کا خیال آیا اور فوراً اسی وقت اسی طرح کام چھوڑ کر سیر [illegible]

فیضہ اور میر تیاری کے اسی وقت شرق پور شریف چل پڑا۔ راستہ بند
ہونے سے معاملہ دل جلا گیا۔ سوئی والی بس پر دریا ہو کر سے کے سے پہنچ
گیا۔ لیکن دیکھا کہ دریا میں پانی چڑھا ہوا تھا اور کوئی کشتی وغیرہ بھی
نہیں تھی۔ میں حیران تھا کہ کس سے گزر ہو کیونکہ راستے میں ایک ٹیکسی والا جو گاڑی
ننگل جاوا جو نہ شیر کے مزار پر جاتا ہے، میری طرف آرہا ہے۔ لیکن میرے
پاس کرایہ جب صاحب کو معلوم ہو گیا میں اسے کہہ رہا تھا، لو اور وہ میری
طرف۔ کشتی موجود نہ تھی۔ سوار میں نے قدم دریا میں رکھا اور دریا پار چلے
لگا پانی یا تو صرف ٹخنوں تک آیا ہوگا۔ دریا عبور کر کے شرق پور شریف
مسجد میں پہنچ گیا۔ مجھے ابھی تک علم نہیں تھا کہ میں نے کس طریقہ
سے کیسے آیا ہوں۔ مسجد میں دیگر مہمانوں کے علاوہ پیر روحی شاہ
صاحب گیلانی سندھ شریف بھی تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر ہی بیٹھا تھا
کہ میاں صاحبؒ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ آپ مسجد سے
قبرستان کی طرف تشریف لائیں میں بھی اسی طرف آرہا ہوں۔ قبرستان
کی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ مائی صاحبہ کو مزار پر یک ہوا ہے۔ میاں صاحبؒ
نے فرمایا۔ آپ مزار پر پڑھائیں اسی واسطے آپ کو بلایا تھا۔

ایک دن حاجی نظام الدین صاحب جو کہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں
رہا کرتے تھے۔ بڑی پریشان حالت میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر

جو شکایت سے پہلے آرہے تھے۔ شعر

وہیں دیدہ گر مشتبہ دیدہ اہل نظر کا

دو تین دفعہ آپؒ نے فرمایا۔ اسکے بعد حاجی صاحب نزدیک ہو گئے تو حضورؒ نے پھر یہی ارشاد فرمایا، وہ کہاں حاجی جی؟ ... مجلس پر آکر چھوڑ دیا

شعر — جبکہ دیدہ گر مشتبہ صحبت صاحب نظر کا

مجلس پر ماحول رکھتے ہیں حاجی صاحب کا مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور وہ بہت خوش خوش حضورؒ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ رات بہت بیت چکی تھی۔ انہوں نے بھی اجازت لے لی۔ میں نے کہا کہ حاجی صاحب اب تو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں دو ماہ رہ کر ہے ہیں۔ آج رات رہ کر ہی اجازت حاصل کریں۔ انہوں نے کہا کہ سب کی راہ میں رہنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ میں تو اپنا سب کچھ ضائع کر بیٹھا تھا۔ حضرت کی مہربانی سے وہ سارا حاصل کیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ لیا ہے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ گاؤں کی ایک لڑکی شوہر کی شکایت لے کر میرے پاس آئی۔ اللہ بہت روتی۔ میں نے اسے تسلی وغیرہ دی اور وہ چلی گئی لیکن اس کے چلے جانے کے بعد میری یہ حالت ہوئی کہ مجھے اس لڑکی کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ اس کی محبت اس طرح دل میں گھر کر گئی کہ مجھے نہ نماز یاد رہی نہ عبادت، نہ تسبیح بلکہ میں حضرت صاحب کی طرف توجہ کروں تو وہ بھی نہیں۔ چنانچہ حضورؒ کی خدمت میں پہنچتے ہی مجھے سب کچھ مل گیا۔

حضورؒ کا فیضان آپ کے وصال کے بعد اسی طرح جاری و ساری ہے۔

مندرجہ بالا چند واقعات تو محض ہیروں کی کان میں سے چند ہیرے لئے گئے ہیں
دیکھ کر حضور کی سیرت کا ایک اجمالی خاکہ تیار ہو سکتا ہے۔ سیٹھ محمد شفیع صاحب
بیان کرتے ہیں کہ وہ ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ مرض بہت بڑھ گیا
خون میں بھی شکر تھی۔ ادھر پیشاب میں بھی۔ ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
مرض کی۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم کو کہا آپ سے کھانا دیا ہے اور
بہت روئے۔ اس دن کے بعد انہیں شوگر کا مرض بھی بالکل ختم ہو گیا خون بھی
ٹیسٹ پیشاب بھی ٹیسٹ کرایا۔ تمام معالجین حیران تھے سیٹھ صاحب
بالکل تندرست۔

اسی طرح رائے نیاز صاحب کا ایک دوست خلیل الرحمان جو کہ
لائل پور کے رہنے والے ہیں۔ وہ بھی ذیابیطس میں مبتلا تھے۔ [illegible] بھی
سیٹھ صاحب بھی اور رائے صاحب بھی حاضر تھے۔ رائے نیاز صاحب نے
سیٹھ محمد شفیع صاحب سے دعا کے لئے کہا۔ تمام بہنوں نے ہاتھ اٹھائے
اور رائے نیاز صاحب کے دوست اسی گھڑی اسی لمحے اپنے آپ
کو تندرست محسوس کرنے لگا۔ بعد میں ٹیسٹ وغیرہ کروائے مگر
مرض ختم ہو چکا ہے۔

مسندِ ارشاد

صاحبزادہ سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت کیلیانوالہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ تقریباً دو سال پہلے عاجز نے سید میر حسین شاہ صاحب سے کہا کہ آپ حضرت کرماں والہؒ شریف ایک عریضہ تحریر کر دیں چنانچہ عاجز کے کہنے پر سید میر حسین شاہ صاحب نے حضرت کرماں والے شاہ عریضہ تحریر کر دیا لیکن سرکار حضرت کرماں والہؒ نے کوئی جواب نہ دیا۔ عاجز نے پھر سید میر حسین شاہ صاحب سے کہا کہ آپ ایک اور عریضہ تحریر کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عریضہ حضرت کرماں والےؒ کو ملا ہی نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے دوسرا عریضہ تحریر کر دیا۔ مگر پھر بھی جواب نہ ملا۔ پھر تیسرا عریضہ لکھوایا اس کا بھی جواب نہ ملا۔ ان تینوں عریضوں کا جواب نہ پا کر جو میرے دل پر گزری وہ خدا بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ میں آبائی (حضرت کیلیانوالہؒ) کے بعد حضرت سرکار کرماں والہؒ کو ہی سب کچھ سمجھتا تھا۔ اور ظاہر و باطن آپ ہی کو اپنا سہارا سمجھتا تھا۔ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب کیا کروں؟ کیونکہ میں ان دنوں سخت پریشان تھا۔ آپ کی جو نظرِ کرم عاجز پر تھی وہ عام لوگ نہ سمجھ سکتے۔ اور نہ ہی سمجھ سکتے تھے۔ یہ سخت تمام تھا اور جو دل پر گزر رہی تھی وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کسی کے سامنے بات بھی نہ کر سکتا تھا۔ یہ صورت حال سامنے آئی تو پریشانیوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس رات

سوچتا میں گم رہتا کہ اب کدھر جاؤں ۔ کچھ دن اسی حال میں گزر گئے، ایک دن طبیعت بہت ہی پریشان ہوا اور اسی پریشانی کی حالت میں سو گیا، ابھی سویا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہوں، میں کسی جگہ اکیلا بیٹھا ہوا ہوں اور سامنے سے حضرت سرکار کرمانوالے تشریف لا رہے ہیں۔ اور مجھ سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر میرے آقا و مولا آباجی حضرت کیلیانوالے اور آباجی کے پیچھے میرے آقا و مولا حضرت میاں صاحب شرقپوری اور ایک بہت ہی بڑے بزرگ جن کا میں نام نہیں لے سکتا، تشریف لا رہے ہیں اور پھر مجھ پر بھی نظر کرم فرمائی وہ کچھ میں ہی جانتا ہوں ۔ دل میں پریشانیوں کی بجائے سکون ہو گیا اور وہ پریشانی ہمیشہ کے لیے دور ہو گئی۔

میں عاجز نے یہ سارا قصہ سید منیر حسین شاہ صاحب کو سنایا اور سیٹھ محمد شفیع صاحب، جو حضرت کرمانوالے کے خاص منظورِ نظر تھے اور اب بھی اسی طرح منظورِ نظر ہیں، کو بھی سنایا۔ سیٹھ صاحب نے یہ تمام واقعہ حضرت قبلہؒ سے عرض کیا اور پوچھا "وہ جو تھے بزرگ کون تھے؟" آپ نے فرمایا۔ "سیٹھ ایسی باتیں نہیں پوچھنی چاہییں" کچھ دنوں کے بعد سیٹھ صاحب نے پھر عرض کی "حضور! وہ جو تھے بزرگ کون تھے؟" پھر آپ نے بتا دیا۔ (وہ حضور رسالت

مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہؒ کے ساتھ حضرت کیلیانوالےؒ کے عرس میں شامل ہوئے۔ مزار کی حاضری سے فارغ ہوئے تو حضرت قبلہؒ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ سیٹھا تمہیں اولیاء بنا دیں؟ سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا "حضور! مجھے ولایت نہیں چاہیئے۔ مجھے اپنا اور اپنی اولاد کا خدمت گار ہی رہنے دیں۔" حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا "اولیاء اللہ بھی مخلوق کی خدمت ہی کرتے ہیں" کئی بار راقم الحروف سے ارشاد فرمایا کہ "سیٹھ سے ہمیں خصوصی پیار ہے" چنانچہ احباب جانتے ہیں کہ قیام پاکستان سے قبل بھی حضرت قبلہؒ لاہور میں انہی کے ہاں قیام فرماتے تھے۔

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ محمد انور صاحب مجسٹر ایڈووکیٹ آف سے چند سال پہلے مشرقی پاکستان میں محکمہ ریلوے میں ڈی۔ ٹی۔ ایس کے عہدے پر ملازم تھے۔ [redacted] میں چند دیگر افسروں کے ساتھ انہیں بھی ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ وہ لاہور آئے اور سیٹھ صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہؒ نے خیر و عافیت دریافت کی۔ انھوں نے عرض کیا کہ [redacted] کر دیا ہے۔ چونکہ وہ حضرت قبلہؒ کے خادم ہیں اس لیے لوگ انہیں یہ طعنہ دیتے ہیں کہ اتنے بڑے پیر کا خادم ہو کر بھی ملازمت سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے عرض کیا کہ وہ جہلم میں پر بطور ڈی۔ ای۔ ایس پی تقرری چاہتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا "بابو جی! گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس سے بھی بڑا افسر بنا دے گا"!

مجسٹر صاحب نے عرض کیا کہ وہ تو چیتا گانگ بن میں ڈی۔ ای۔ ایس ہونا چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا "بابو جی اللہ تعالےٰ آپ کو اس سے بھی بڑا افسر بنا دے گا"۔

جب انھوں نے پھر اصرار کیا تو فرمایا "بابو جی! میں نہیں کوئی اور کہہ رہا ہے" یہ سُن کر مجسٹر صاحب خاموش ہو گئے۔

آپ ان دنوں میسرز مرزا بخش، ستارہ بخش جہاز ران کمپنی کراچی میں وہ بطور منیجر ملازم ہو گئے۔ وہاں انھوں نے دو تین سال کام کیا اور اس عرصے میں انھوں نے وکالت کا امتحان بھی پاس کر لیا اور پھر سٹیشن پر رہ ہی آکر پریکٹس شروع کر دی۔ چونکہ وہ چھوٹی جگہ تھی

www.karmanwala.com

اس لیے جلد ہی لاہور چلے آ گئے اور اب ماشاء اللہ ان کی وکالت کا کاروبار خوب چمک رہا ہے۔

برادرم رائے محمد نیاز صاحب چیچہ وطنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ کے ساتھ مجھے اور "بیلیوں" کے ہمراہ اجمیر شریف کے عرس کے موقع پر سفر میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جیسے ہی ہم سب روضہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے احاطے میں داخل ہوئے تو ایک شخص وہاں کھڑا چلا چلا کر کہہ رہا تھا "او خواجہ! میری بواسیر ہٹا دے"

حضرت قبلہؒ اس شخص کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا "ہاں ذرا اور زور سے کہو کیونکہ آج عرس کا موقع ہے اور حضرت خواجہ صاحب کی شادی ہے اور براتی بہت آئے ہوئے ہیں" چنانچہ اس آدمی نے پھر زور سے یہی کلمات دو مرتبہ دوہرائے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا "ایک بار مرتبہ اور کہو" "خواجہ صاحبؒ نے تمہاری آواز سن لی ہے۔ اب تمہاری بواسیر چلی گئی" اس شخص نے پھر ایک مرتبہ اونچی آواز سے کہا "او خواجہ! میری بواسیر دور کر دے" جب وہ کہہ چکا تو حضرت قبلہؒ

www.karmanwala.com

نے فرمایا: "میں اب تو بھاگ جا۔ تیری بواسیر گئی" اور وہ شخص وہاں سے چلا آیا۔

بھی ماہے صاحب بیان کرتے ہیں کہ اسی عرس کے موقع پر جب ہم سب نے وہاں حاضری دی تو لنگر کے تقسیم کا وقت تھا۔ حضرت قبلہؒ نے سب "جیلیوں" سے کہا کہ جاؤ جی! لنگر مانگ کر لاؤ" چنانچہ سب ہمراہی لنگر لے آگئے۔ ماہے صاحب مذکور کچھ زیادہ ہی حصہ لائے اور حضرت قبلہؒ کے روبرو پیش کر دیا۔ دوسرے دن پھر اسی وقت حاضر ہوئے تو لنگر کا وقت ہو چکا تھا۔ ماہے صاحب نے عرض کیا کہ "حضور! آج تو خواجہ صاحبؒ ایک ہی جگہ سارا لنگر عنایت کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو"

حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا "ہاں سب صاحبان جاؤ، خواجہ صاحبؒ نے ایسا ہی فرما دیا ہے" چنانچہ حضرت ماہے صاحب بھی لنگر خانے میں گئے اور وہاں جاکر دروازے کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے۔ اندر سے ایک لانگری (جو پہلے سے ماہے صاحب کو بالکل نہیں جانتا تھا) نکلا۔ اور اُن کے پاس آکر بولا "بھئی! تم کل کتنے آدمی ہو؟" خواجہ صاحب نے آپ سب کے لیے لنگر

www.karmanwala.com

کی اجازت دے دی ہے۔ رائے صاحب چپ رہے اور کوئی جواب نہ پاکر وہ صاحب اندر گئے اور ڈھیر سارا لنگر لاکر رائے صاحب کے حوالے کیا۔ یہ لنگر لے کر ساتھیوں کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر چلے آئے اور جب لنگر تقسیم کیا گیا تو سب کے حصے میں برابر آیا۔

رائے صاحب کا بیان ہے کہ جب تک ان کا قیام وہاں رہا وہ اسی طرح لنگر خانے کے دروازے کے باہر جاکر کھڑے ہو جاتے اور وہی لانگری صاحب ان کو حسب ضرورت لنگر لاکر دے دیتے۔

---

www.karmanwala.com